"اف کیا مصیبت ہے سر نے اتنا گھٹیا کوئسچن ضرور دینا تھا" وہ جو کب سے پیپر سامنے رکھے پریشانی سے آخری سوال کو دیکھ رہی تھی۔ آخر سر معیز کو دل میں صلواتیں سناتے اپنے سے آگے بیٹھی سارا کی کمر میں پینسل کی نوک مار کے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ سارا نے غصے سے فہما کو دیکھا۔

فہما بزنس ایجوکیشن کی اسٹوڈنٹ تھی پنجاب یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آئی ای آر کے ہال میں بیٹھی پیپر کر رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہے" سارا نے خفگی سے دھیمی آواز میں پوچھا تاکہ ایگزیمینر تک اسکی آواز نہ پہنچے۔

"یار اس کوئسچن کا تو کوئی آئیڈیا دے دو۔" فہما پریشانی سے بولی اس سے پہلے کہ سارا کوئی جواب دیتی۔

گولیوں کی تڑتڑ کی آواز گونجی۔ یکدم بھگدڑ مچ گئی۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے۔

فہما بھی گم حواسوں کے ساتھ اتنی ہمت نہ کر پائی کہ ہال سے باہر نکلے جہاں چیخ وپکار جاری تھی۔

اسکے قدم جیسے زمیں میں دھنس گئے تھے۔ وہ وہیں دیوار سے لگ گئی اور اپنے سامنے موجود تین چار کرسیوں کو اپنے آگے کر کے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔ دماغ اسکا بالکل سن ہو چکا تھا۔ کچھ دیر بعد اسے تیز قدموں کی آواز آئی۔

"کوئی اسٹوڈنٹ ہے یہاں" بھاری مردانہ آواز گونجی ہال میں۔

"یا اللہ کوئی دہشت گرد اللہ ایسی موت نہ دینا" اس نے خود کو مزید چھپاتے ہوئے دل میں دعا مانگی۔

قدموں کی آواز اب اسکے قریب آ رہی تھی۔ چار کرسیوں کے پیچھے وہ کتنی دیر تک چھپ سکتی تھی آخر۔

"سنیں آپ پلیز ڈریں مت میں کوئی دہشت گرد نہیں ہوں میں کمانڈو ہوں آپ پلیز باہر آئیں اور فوراً یہاں سے نکلیں ہماری فورس نے ان دہشت گردوں پر قابو پالیا ہے جنہوں نے یہاں حملہ کیا تھا۔پلیز بی ریلیکس"

وہ آہستہ آہستہ کہتا کرسیاں ہٹاتا اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔جو خود کو بازوؤں کے حلقے میں چھپاتی چہرہ گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھی۔

اس نے اسے بازو سے پکڑا۔

ڈرتے ڈرتے اس نے چہرہ اوپر کیا جو خوف سے لٹھے کی مانند سفید پڑھ چکا تھا۔

جیسے فہما کی نظر اپنے سامنے کھڑے کمانڈو پر پڑی وہ فوراً اسکی جانب بڑھی۔نہ جانے آرمی اور فورسز کے لوگوں میں کیا بات ہے جہاں موجود ہوں تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔فہما کو بھی ایسا ہی محسوس ہوا وہ اسکے بازو کے ساتھ لگی اب بھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"پلیز آپ اب ریلیکس ہو جائیں اور میرے ساتھ چلیں۔" وہ تیزی سے اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

اسے لے کر وہ ڈین کے آفس پہنچا جہاں پہلے سے ہی بہت سے اسٹوڈنٹس موجود تھے۔سب کے چہروں پر خوف تھا۔

"ہیلو سر جی ہم نے دہشگردوں پر قابو پالیا ہے۔وقت پر نہ پہنچتے تو اکے خوکش بندے یونیورسٹی کو بہت نقصان پہنچاتے۔نہیں سر دو تو میری گن سے جاں بحق ہو گئے ہیں دو کو ہم نے زندہ پکڑ لیا ہے۔جی سر"

وہ کمانڈو جس نے فہما کی جان بچائی تھی اس وقت موبائل پر اپنے ہیڈ کو یونیورسٹی میں ہونے والی دہشگردی کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔

فون بند کر کے وہ ڈین کے پاس گیا۔ " آپ پلیز ان سب سٹوڈنٹس کو گھر بھجوانے کا کام کریں سب میڈیا اور تفتیش کے لیئے ٹیمز آ چکی ہیں تو ان کا نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ اسپیشلی گرلز کا " کہتے ساتھ ہی وہ ان کے آفس سے باہر نکل گیا اور آہستہ آہستہ سب سٹوڈنٹس گھر جانے لگے۔ مگر ان میں بہت سے ابھی تک دہشت زدہ تھا۔
مختلف چینلز واقعے کی کورج کر رہے تھے۔

--

"شکر اللہ کا میری بیٹی گھر آ ئی۔ میری تو جان سولی پہ ٹنگی ہوئی تھی "کلثوم بیگم جو فہما کی ماں تھیں پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے بار بار خود سے لپٹا کر گا ہے بگا ہے آنسو بہا رہیں تھیں۔ فہما اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ سلیمان صاحب ایک معمولی گورنمنٹ ملازم تھے۔ مگر کسی نہ کسی طرح فہما کو پڑھا لکھا رہے تھے۔
آج کے واقعے نے سب کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے۔یہ دہشتگردی جو دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اب سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کو بھی متاثر کر رہی تھی۔
فہما ابھی تک شاک کی سی کیفیت میں تھی۔ کچھ اسٹوڈنٹس کو گولیاں بھی لگیں تھیں مگر بروقت کمانڈوز کے حملے نے دہشتگردوں کے ارادوں کو ناکام بنا دیا۔ فہما کو وہ کمانڈو یاد آیا جو اسے سر کے آفس لے کر گیا تھا۔ اگر اسکی جگہ کوئی دہشتگرد ہوتا تو آج اسکے ماں باپ اسکے لیئے رو رہے ہوتے۔
یہ سوچ کر ہی اسے جھرجھری آ گئی۔
اس نے حواس بحال ہوتے ہی سارا کو فون کیا۔ جو کہ ہال سے نکلتے ہی گھر چلی گئی تھی۔ فہما کو وہ سر کے آفس میں نظر نہیں آئی تھی جہاں وہ کمانڈو انہیں لیئے کھڑا تھا۔ آسارا اسکی ایک ہی امیر کبیر دوست بنی تھی۔ جو فہما پر جان چھڑکتی

تھی۔ فہما بھی اس کی دولت سے بہت مرعوب تھی۔ ویسے بھی جس طبقے سے وہ تعلق رکھتی تھی۔ اس میں بہت کم لوگ اپنے حالات پر صابر و شاکر رہتے ہیں۔ زیادہ تر دولت کی چکاچوند سے متاثر ہوتے ہیں۔

"ہیلو" زرادنے کال اٹینڈ کرتے کہا۔

"ہیلو زرادا اس کیس کا کیا بنا جس کی فائل میں نے تمہیں لاسٹ منڈے کو دی تھی۔" سر مصطفیٰ کی آواز ابھری۔

"سر اس پہ کام سٹارٹ کر دیا ہے۔ لیکن وہ بہت بڑا گینگ ہے اس پہ ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں کچھ رقت لگے گا۔ اور اس کے لیئے مجھے کچھ امپورٹنٹ چیزوں کی اجازت لینی ہے کیونکہ انکے بغیر میں اس کام میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا"

"تو پھر کس بات کا انتظار کر رہے ہو فائل اٹھاؤ اور آجاؤ میرے پاس" یہ کہتے ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

زرادنے آفس ٹیبل کے دراز میں سے فائل نکالی جسے کل رات ہی یونیورسٹی والے آپریشن سے واپس آکر اس نے پڑھنا شروع کیا تھا۔

کار کی چابیاں اور لیپ ٹاپ اٹھا کر وہ آفس سے باہر نکل گیا۔

ایک ہفتہ یونیورسٹی بند رہنے کے بعد پھر سے سب کچھ معمول پر آگیا تھا۔

فہما بھی آج یونیورسٹی گئی۔ شکر تھا کہ جس دن دہشت گردی کا وہ واقعہ ہوا اس دن لاسٹ پیپر تھا۔ اس واقعے کی وجہ سے بہت سے اسٹوڈنٹس کے پیپر مکمل نہیں ہو پائے تھے۔ اور کچھ زخمی ہو گئے تھے۔ ان کے سرنے اتنی فیور کی کہ سب اسٹوڈنٹس کو اے گریڈ دے دیا۔

ٹیچر، اسٹوڈنٹس ہر کوئی اس واقعے کی وجہ سے ذہنی طور پر بہت متاثر ہوا تھا۔
"کرن، سارا نہیں آئی کیا آج" دو پریڈز گزر چکے تھے جب فہما نے کرن سے سارا کے متعلق استفسار کیا۔
سارا سے دوستی کرنے سے پہلے کرن اسکی بہت اچھی دوست تھی۔ مگر سارا سے دوستی کے بعد وہ باقی سب سے کٹ گئی تھی۔
"اوہ تبھی میں کہوں تم آج میرے ساتھ کیوں بیٹھ گئیں۔ آئی ہو گی اور ہمیشہ کی طرح کلاسز بنک کر کے کسی کے ساتھ ڈیٹ پر گئی ہو گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تم کیوں اس سے دوستی ختم نہیں کر دیتی۔ پتہ نہیں کیا پٹی باندھی ہے اس نے تمہاری آنکھوں پر" کرن نے اسے جتاتے ہوئے آخر میں سمجھایا۔
"یار پلیز کسی کے کریکٹر کے بارے میں اتنی بڑی بات نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے بھی اس نے خود میری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ میرے سامنے تو اس نے کبھی ایسی ایکٹویٹیز نہیں کیں جیسی تم بتا رہی ہو۔" فہما نے برا مانتے ہوئے کہا۔ وہ کسی سے سارا کی برائی نہیں سن سکتی تھی۔
کرن نے تاسف سے اسکے حسین اور معصوم چہرے کی جانب دیکھا۔ گہری بڑی بڑی آنکھیں، خوبصورت تراشیدہ ہونٹ، چھوٹی سی ناک اور کشمیروں جیسی سفید اور گلابی چمکدار رنگت جو راہ چلتے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرے۔ مگر وہ ہمیشہ اپنی خوبصورتی سے بے نیاز رہتی تھی۔
دوپٹے کے ہالے میں چہرہ ہمہ وقت لپٹا رہتا۔ سارا اسکے اپوزٹ تھی۔ جینز اور ٹی شرٹس میں ہر وقت اپنی نمائش کرنے والی کو نجانے سارا جیسی ڈبو لڑکی میں کیا نظر آیا تھا جو ہر وقت اسکے ساتھ سائے کی طرح رہنے لگ گئی تھی۔

فہما کی سب پرانی فرینڈز اسے سمجھا چکی تھیں مگر سارا کی دولت اسے اپنی جانب کھینچتی تھی۔ وہ اسکی دوستی کو اپنے لیئے اعزاز سمجھتی تھی۔

"چلو نا یار آج میرے گھر کتنی ہی مرتبہ مام تم سے ملنے کا کہہ چکی ہیں لیکن تمہارا تو نخرہ ہی ختم نہیں ہوتا" آج پھر سے سارا پر فہما کو گھر لے جانے کا دورہ پڑھا تھا۔ وہ دونوں اس وقت فری پیریڈ میں کیفے میں بیٹھی ہوئیں تھیں۔ سارا نے اپنی مام سے فہما کی اتنی تعریفیں کیں تھیں کہ وہ کب سے فہما سے ملنے کو بے چین تھیں۔

جالانکہ فہما نے سارا کو بتایا بھی تھا بہت مرتبہ کہ اسے کسی دوست کے گھر جانے کی اجازت نہیں۔

"یار آئی پرامس میں تمہیں آف ٹائم سے پہلے واپس چھوڑ جاؤں گی۔ تمہارے ابو کے آنے سے پہلے کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔" سارا نے پھر اسے اکسایا اور یہ سچ ہے کہ برائی کی جانب جب آپ ایک قدم اٹھاتے ہیں تو اس برائی کو چھپانے کی ڈھیروں تاویلیں آپکے پاس موجود ہوتی ہیں۔

اور پھر وہ بڑھے قدم واپس نہیں آتے۔ اس نے پہلی مرتبہ دل میں اپنے ماں باپ سے جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا اس بات سے انجان کے ماں باپ سے جھوٹ بولنے کا نقصان کچھ لوگوں کو تا عمر بھگتنا پڑھتا ہے۔

اس نے آخر سارا کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور اسکے ساتھ یونیورسٹی سے باہر آ گئی۔ ابھی تو دن کے بارہ بجے تھے جبکہ اسکے ابو نے تین بجے اسے لینے آنا تھا۔

سارا نے اسکے ساتھ چلتے کال کی اور کچھ دیر بعد ایک گاڑی انہیں لینے آ گئی۔ فہما کے دل اور دماغ میں اپنے فیصلے کے صحیح اور غلط ہونے پر ایک جنگ چل رہی تھی۔ دل کہہ رہا تھا کوئی بات نہیں بہت سی لڑکیاں ایسے کرتی ہیں ضروری تھوڑا ہے تم نقصان اٹھاؤ اور دماغ تاویلیں دے رہا تھا کہ یہیں سے واپس لوٹ جاؤ ابھی بھی وقت ہے۔

اس نے دماغ کی جانب سے کان کچھ دیر کے لیئے بند کر لیئے اور کبھی کبھی دل آپکو خسارے سے بھی دوچار کرواتا ہے۔

سارا کا گھر دیکھ کر تو وہ دنگ ہی رہ گئی۔ وہ پہلی مرتبہ ڈیفینس آئی تھی۔ اور یہاں پر بنی کوٹھیاں دیکھ کر وہ واقعی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ کیا یہ ملک قرضوں میں جکڑا ایک غریب ملک ہے۔ گھر کیا وہ تو محل معلوم ہو رہے تھے۔

سارا اسکی آنکھوں کی حیرت کو پڑھ چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس سے کوئی بات کرتی اسکے سیل پر کال آ گئی۔

"ہیلو۔۔ ہاں بھئی فائنلی آج کام ہو گیا بہت پاپڑ بیلے ہیں میں نے اس کام کے لیئے۔۔ ٹریٹ تو پکی ہے نا پھر۔ ہاں بس ہم پہنچنے ہی والے ہیں۔" سارا کے عجیب سے قہقہے پر فہما نے پہلی مرتبہ ناگواری سے اسے دیکھا جو اسکن ٹائٹ شرٹ اور جینز میں تھی۔

گاڑی جیسے ہی اسکے گھر میں داخل ہوئی وہاں پہلے سے موجود تین گاڑیاں دیکھ کر فہما دنگ رہ گئی۔

"واہ اللہ جی کسی کے پاس ایک بھی نہیں اور کسی کے پاس گاڑیوں اور دولت کی ریل پیل۔" اس نے دل میں اللہ سے شکوہ کیا۔

سارا اسے ڈرائینگ روم میں لے آئی۔ جہاں پہنچ کر فہما کو لگا وہ کسی فرنیچر کی دکان پر آ گئی ہو۔ ہر چیز مہنگی اور عمدہ۔

"تم بیٹھو میں مام کو بلاتی ہوں" سارا اسے ایک صوفے کی جانب اشارہ کر کے بیٹھنے کا کہہ کر خود دوسرے دروازے سے باہر چلی گی جو یقیناً گھر کے رہائشی حصے کے ساتھ منسلک تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد فیما اپنی مام کے ساتھ واپس آئی۔

"اوہ ہیلو ڈارلنگ۔ گریٹ پلیژر ٹو سی یو ہیر۔ شکر آج تم آگئیں کب سے سارا کو کہہ رہی تھی کہ تمہیں لے کر آئے۔" سارا کی مام تو بے حجابی میں سارا سے بھی آگے تھیں۔ سلیولیس ساڑھی میں کھلے گلے اور چھوٹے سے پلو کے ساتھ جب وہ فیما سے ملنے کے لیئے آگے بڑھیں تو فیما کو عجیب سی کراہیت آئی۔

مگر وہ تو ایسے فیما سے لپٹیں جیسے ان کی بچھڑی بیٹی ہو۔

"بیٹھو میری جان" بیٹے یا بیٹی کی جگہ بلانے کے یہ انداز ان کے منہ سے سن کر فیما کو بہت عجیب لگا اور دل ہی دل میں وہ اپنے یہاں آنے کے فیصلے پر پچھتائی اور دل میں مصمم ارادہ کیا کہ آئندہ یہاں نہیں آئے گی۔

"بتائیں پھر کیسی قیامت چیز ہے" سارا جو کہ اکے صوفے کے ہتھے پر بیٹھی تھی فیما کی طرف دیکھتے اپنی ماں کو ٹہوکا دیتی بولی۔

فیما تو بار بار حیران اور متعجب ہو رہی تھی ان ماں بیٹی کی گفتگو سے۔ یہ وہ سارا تو نہیں تھی جو یونیورسٹی میں اسکے ساتھ ہوتی تھی۔ اسے سارا کا انداز گفتگو عجیب سا لگا۔

"ہاں بھئی جیسا سنا ویسا ہی پایا۔ جاؤ سارا کچھ چائے پانی کا بندوبست کرواؤ۔ آج چاند ہمارے آنگن میں اترا ہے اسکے شایان شان خدمت ہونی چاہیئے" اپنی کالی میک اپ میں ڈوبی لال آنکھوں سے انہوں نے فیما کو دیکھتے کہا۔

"نہیں آنٹی پلیز بس آپ سے ملنا تھا۔ اب میں چلوں گی۔ سارا پلیز مجھے واپس چھوڑ آؤ۔ میں پھر کسی دن زیادہ ٹائم کے لئے آؤں گی۔" فہما اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے جلدی سے بولی۔

"ارے ایسے کیسے۔۔۔۔۔ جاؤ سارا کچن میں بٹلر کو دیکھو، ارے بیٹھو نہ میری جان بس تھوڑی دیر اور رک جاؤ انہوں نے سارا کو گھورتے لاڈ سے فہما کو کہا۔

مجبوراً فہما کو بیٹھنا پڑھا۔ انکی عجیب سی اندر تک کھبتی نظروں سے اسے بے حد الجھن ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک ملازم ٹرالی دھکیلتا آگیا۔ اتنی ساری کھانے پینے کی چیزیں دیکھ کر فہما شرمندہ سی ہو گئی انکے اتنا تکلف کرنے پر۔

"آنٹی اتنی ساری چیزیں کیوں بنالیں"۔

"ارے تمہیں جو اچھا لگتا ہے وہ لو نا۔ پہلے یہ جوس پیو۔ شدت کی گرمی ہے" فہما نے انکی بات پر حیرت سے انہیں دیکھا جو اے سی کی خنکی میں بیٹھیں گرمی کا رونا رو رہی تھیں۔ گرمی تو غریبوں کے لیئے ہوتی ہے امیروں کو اے سی کی ٹھنڈک میں گرمی کا کیا پتہ۔

ایک مرتبہ پھر اس نے اللہ سے شکوہ کیا۔

جوس پیتے ہی اسے سر بھاری لگا۔

"آنٹی میری طبیعت کچھ خراب ہو رہی ہے"۔ اس نے بمشکل اپنے گھومتے سر کو تھاما۔

اوہو آؤ میں تمہیں اپنے روم میں لے چلتی ہوں تم تھوڑی دیر ریسٹ کرلو۔ شاید گرمی سے سر چکر آگیا ہے" وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھتے ہوئے بولیں۔

ڈرائینگ روم سے نکل کر بہت بڑا سا ہال تھا۔ وہاں سے نکل کر ایک لمبی سی راہداری آتی تھی جہاں آمنے سامنے بہت سے کمرے تھے۔ وہ اسے لیئے ایک کمرے میں آگئیں اور جلدی سے بیڈ پر لٹا دیا۔

بیڈ پر لیٹتے ہی وہ ہوش وخرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

"ارے آج آپ دونوں نے بہت دیر لگادی۔" جیسے ہی سلیمان صاحب نے گھر میں داخل ہوئے کلثوم بیگم کی مصروف آواز کچن سے آئی۔

انکی بات کے جواب میں انکے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ بھی خاموشی محسوس کر کے باہر آئیں تو سلیمان صاحب کو صحن میں موڑھے پر سر جھکائے بیٹھے دیکھا۔

"کیا ہوا اور یہ فہما کہاں ہے" انہوں نے پریشانی سے ان سے پوچھا۔

"میں دو گھنٹے اسکی یونیورسٹی کے باہر کھڑا رہا پھر اسکے ڈیپارٹمنٹ جا کر اسکی کلاس فیلوز سے پوچھا کچھ تو انجان تھے اور ایک دو نے بتایا کہ اسے بارہ بجے یونیورسٹی سے باہر جاتے دیکھا کس کے ساتھ یہ وہ نہیں جانتے۔" انتہائی پریشان اور مایوس کن انداز میں انہوں نے بتایا۔

کلثوم بیگم تو دل پر ہاتھ رکھ کر وہیں بیٹھ گئیں۔

"آ۔۔۔۔۔ آپ پولیس میں رپورٹ کروائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری فہما" وہ دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے بولیں۔

"پاگل ہو گئی ہو تم پولیس کو خبر کی تو کچھ کا کچھ افسانہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی تو فون کیوں نہیں اٹھا رہی میرا۔ سب نے مجھے منع کیا لڑکی ذات کو یونیورسٹیوں میں مت بھیجیں مگر مجھے اندھا یقین تھا کہ میری بیٹی کبھی میری آنکھوں میں دھول نہیں جھونکے گی۔ وہ تو دھول ڈال کر چلی گئی ہمارے سروں پر اور ہماری عزت پر" وہ دونوں رو رہے تھے۔

اب دونوں اس فکر میں تھے کہ لوگوں کو کیا کہیں گے کہ انکی زبانیں بند رہیں۔

"اب دوبارہ اسکا ذکر مت کرنا سمجھو ہم تھے ہی بے اولاد اگر فرض کرو اسے کسی نے اغوا بھی کیا ہے تو کب وہ واپس آئے گی۔ ہم نہیں جانتے، کون اسے لے گیا ہم یہ بھی نہیں جانتے اور کیا واپس اگر وہ آئی تو یہ معاشرہ اسے قبول کرے گا۔ دعا کرو وہ مر جائے مگر واپس نہ آئے" کس دل سے کلثوم بیگم سلیمان صاحب کی باتیں سن رہی تھیں یہ بس وہی جانتی تھیں۔

ماں کیسے اپنی زندہ اولاد کو مردہ سمجھ لے۔ مرے پر تو صبر آجاتا ہے مگر زندہ پر صبر نہیں آتا۔

امیر جتنے مرضی گناہ کر لیں انکے لیے معاشرہ ہمیشہ کھلے دل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ زمین تنگ غریبوں کے لیے ہی ہوتی ہے۔

وہ یہ بات آج اچھی طرح جان گئی تھیں۔ انہیں اب بیٹی سے زیادہ معاشرے کی باتوں کا غم ستا رہا تھا۔

"ہاں بھئی اس کیس پر کتنا کام کیا ہے" سر مصطفیٰ کچھ دیر پہلے ہی اس کے آفس پہنچے تھے۔

"جی سر میں نے انکے میں گڑھ چیک کر لئیے ہیں کل رات میں اسی طرح وہاں جاؤں گا جس کی میں نے آپ سے پرمیشن لی ہے۔"

"ہم ٹھیک ہے مگر یاد رکھنا ذرا سی بھی بھول چوک نہ ہو اور نہ انہیں شک ہو ورنہ تم بہت بری طرح پھنسو گے۔ بہت سے انڈر ورلڈ کے بندے انکے ساتھ ہیں جن پر ہم ہاتھ ڈال سکتے ہیں اور اگر تم انکے ہاتھ لگ گئے تو میں بھی تمہیں ان سے نہیں چھڑوا سکتا۔"

"آپکو شک ہے میری ٹیم کی صلاحیتوں پر" اس نے انہیں سے سوال کر ڈالا۔

"مجھے تم پر یقین ہے تبھی یہ کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ خیر اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔ میری بیسٹ وشز اور ہر حد تک جانے کی سپورٹ تمہارے ساتھ ہے۔ ایون تمہارے الیگل حملوں کو بھی لیگل کروانا میرا کام ہے"

"تھینک یو سر بس آپکی سپورٹ ہی سب کچھ ہے۔ انشاءاللہ ہم جلد ہی اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

ہیلو ہاں سیفی کیا حال ہے۔" وہ جو گھر میں اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا اگلے مشن سے متعلق کچھ چیزیں سرچ کر رہا تھا۔ سفیان کی کال آنے پر موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

"یار کل کا کیا سین ہے پکا" سفیان نے زراد سے استفسار کیا جو نہ صرف اسکا دوست تھا بلکہ اسکی ٹیم میں بھی شامل تھا۔ زراد کمانڈو اور سیکرٹ سروسز دونوں میں بیک وقت کام کر رہا تھا۔

اس نے اپنی الگ سے سیکرٹ سروسز کی ایک ٹیم تشکیل دی ہوئی تھی جس میں بیس بندے تھے جو مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے ایک سفیان بھی تھا جو ویسے تو میجر تھا مگر زراد کی ٹیم میں بھی تھا اور یہ بات بہت کم لوگ جانتے تھے۔

"یار سین آن ہے لیکن اگر تو نے بھابھی کو ہوا بھی لگنے دی تو بیٹا سین آف ہو جائے گا۔" اس نے سفیان کو تنبیہ کی۔

"ارے نہیں یار پاگل ہوں کیا اگر اسے بھنک بھی پڑ گئی ہمارے نیکسٹ پراجیکٹ کی تو اس نے مجھے گھر سے باہر نکال دینا ہے" سفیان کے نقشہ کھینچنے پر زراد نے قہقہہ لگایا۔

"یار تو کتنا ڈرتا ہے اپنی بیوی سے" زراد نے اسکا مزاق اڑایا۔

"بیٹا سب شریف شوہر ڈرتے ہیں۔ اپنی ہو لینے دے پھر پوچھوں گا۔" سفیان نے اسے جتایا۔

"مجھ پر رعب ڈالنے والی بھی پیدا نہیں ہوئی۔" اس نے سفیان کی بات پر بڑے تفاخر سے کہا

"بیٹا وہ نہ صرف پیدا ہو چکی ہو گی بلکہ جلدی تجھے نکیل بھی ڈالے گی"

"تو نے اس بکواس کو ڈسکس کرنا ہے یا کام کی بات کریں" زراد کے جھنجھلانے پر اب سفیان نے قہقہہ لگایا۔

"تو جب لاجواب ہو جاتا ہے نہ تب رعب ڈالنا شروع ہو جاتا ہے۔ اچھا یہ بتا کہ گاڑی کا ارینج ہو گیا ہے۔"

سفیان اب سنجیدہ ہوا۔

"ہاں یار باسط کو کہا تھا تجھے تو پتہ ہے اسکا کزن پولیس میں ہے انہوں نے نمبر پلیٹ جعلی لگا کر گاڑی تیار کروا دی ہے اور چوکیوں پر وہ نمبر دے دیا ہے کہ اس گاڑی کو گزرنے دیں۔"

"گریٹ چل پھر کل ملتے ہیں، وورڈ فرنٹ آؤٹ لک"

"اوکے اللہ کی امان میں" یہ کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

جس وقت فہمی آنکھ کھلی تو ارد گرد کی ہر چیز اجنبی محسوس ہوئی۔ قیمتی بیڈ جس پر وہ موجود تھی۔ سیدھے ہاتھ پر شیشے کی میز اور ساتھ میں صوفے تھے۔ بائیں جانب ڈریسنگ ٹیبل جس پر ڈھیروں کاسمیٹکس پڑھی ہوئیں تھیں۔ مگر کمرے میں ایک ناگواری بدبو تھی۔ جسے وہ کوئی نام نہ دے سکی۔ وہ یکدم جھٹکے سے اٹھی۔ پھر یاد آیا کہ وہ تو سارا کے گھر آئی تھی۔ تو پھر۔۔۔۔ ابھی وہ اپنے اس کمرے میں موجود ہونے کی وجہ تلاشتی کہ دروازے پر کھٹکا ہوا۔

سارائی ماں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

"شکر میری جان کو ہوش تو آیا" وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"آنٹی پلیز مجھے اب بہت دیر ہو گئی ہے گھر چھوڑ آئیں۔"

سامنے گھڑی پر چھ بجے کا وقت دیکھتے وہ پریشان ہوئی اور اٹھتے ساتھ ہی بولی۔ گو کہ نقاہت سے ابھی بھی برا حال تھا۔

"ہاہاہا ارے میری جان تمہیں میرے گھر میں ایک رات اور ایک دن ہو چکا ہے تم کل میرے گھر آئیں تھیں اور پھر ایسی بے ہوش ہوئیں کہ آج آنکھ کھلی۔" ان کے بے ہنگم قہقہے اور الفاظ نے فہما کو گم صم کیا۔

"یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے" اسکی بات پر وہ عجیب سے معنی خیز انداز سے مسکرائیں۔

"ارے میری بھولی چڑیا یہ دیکھو کل دس اگست تھی اور آج گیارہ ہو چکی ہے" انہوں نے اپنا موبائل اسکی جانب بڑھایا جس پر دن اور تاریخ دونوں چمکتے ہوئے اس عورت کی بات کی تصدیق کر رہے تھے۔

"میرے خدا میرے ماں باپ کا کیا حال ہو گا" یہ سوچتے ساتھ ہی اسے اپنے بیگ کا خیال آیا۔

"مم۔۔۔ میرا بیگ کہاں ہے میں اپنے پیرینٹس کو تو انفارم کر دوں" اس نے انکی جانب دیکھتے کہا۔

"ایسے کیسے تجھے دے دیں۔ تنی محنت سے تو تجھے یہاں تک لے کر آئے ہیں" ان کے عجیب سے طرز تخاطب پر وہ بھونچکا رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے آپکا کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ" اس نے دل میں سر اٹھاتے خدشے سے نظریں چرائیں۔

"تیرے حسن کی وجہ سے بڑی قیمتیں لگوائیں گے۔۔۔ میں کوئی سارا کی ماں نہیں ہوں میں مہر النساء بائی ہوں۔ سارا تجھے ہمارے لیئے لے کر آئی ہے اب ہم چاہے تو جانے اور تیرے گاہک۔" انہوں نے اسکے چہرے پر دو انگلیاں پھیرتے ہوئے معنی خیزی سے مسکراتے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ سارا کو بھیجیے۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اتنا بڑا دھوکہ" وہ تو صدمے سے بے حال ہو رہی تھی۔

"ارے بھئی سارا تو اپنی رات کی تیاریوں میں ہے۔ زیادہ واویلا مت کرنا۔ حقیقت کو جتنی جلدی تسلیم کر کے اپنے دھندے سے لگ جاؤ اچھا ہے۔ یہاں سے نکلنے کا اب سوچنا بھی مت سوائے موت کے اور کوئی تمہیں یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ میرا زیادہ ٹائم برباد کرنے کی کوشش کی تو سیدھا کرنا بھی مجھے آتا ہے۔" اپنی غصیلی آنکھوں سے اسے گھورتیں وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولیں۔

"صرف آج کی رات کی چھٹی دے رہی ہوں تمہیں سوچو مگر اسکے بعد تم مجھے اس کام کے لیئے ذہنی طور پر تیار ملو"
اسے تنبیہ کرتے ساتھ ہی وہ اپنا پلو جھٹک کر باہر نکل گئیں۔
انکے جاتے ہی وہ تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ آنسو کسی جھڑی کی طرح اسکی آنکھوں سے جاری تھے۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ کس زندان میں پھنس گئی میں۔ میرے خدا جسے میں ان لوگوں کی اچھی قسمت سمجھی تھی وہ میری بد قسمتی بن گئی۔ اتنی بڑی سزا تو مت دیں۔ ہاں میں ناشکری تھی مگر اللہ یہ کوئی اتنا بڑا گناہ تو نہیں کہ میں ان گدھوں میں پھنس جاؤں۔ اے اللہ میری مدد فرما۔ میرے ماں باپ پر کیا گزر رہی ہو گی۔ ہاں میں مانتی ہوں کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے ماں باپ کو دھوکہ دیا۔ مگر اللہ جی آپ تو رحیم و کریم ہیں آپ جانتے ہیں میں نے کسی غلط نیت یا کسی لڑکے کے چکر میں یہ نہیں کیا۔ پلیز مجھے معاف کر دیں اور گندگی کے اس ڈھیر سے نکال دیں۔ میری عصمت کو بچا لیں۔" وہ سجدے میں گری رو رو کر اللہ سے دعا گو تھی۔ اللہ کو تو ویسے بھی وہ بندے بہت پسند ہیں جو شدید تکلیف میں اسے پکارتے اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اپنے گناہوں کو یاد رکھتے اور ان پر اسکا رحم مانگتے ہیں تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے بندوں کو نوازے نہ۔

"میڈم وہ جن کا شہریار صاحب نے بتایا تھا وہ دونوں رقمیں زادے آ چکے ہیں۔ سنا ہے بڑا بزنس ہے انکا یقیناً ہمارے لیئے موٹی آسامی ثابت ہوں گے۔" جواد جو کہ مہر النساء بیگم کا خاص الخاص بندہ تھا اس نے لیونگ روم میں بیٹھی مہر النساء کو اطلاع دی۔

"تو انھیں بٹھا، جلدی اور افشاں سے کہو تیار ہو جائے سارا تو گئی ہوئی ہے اس سیٹھ کے ساتھ کمبخت تو اسی سے انکا دل بہلانے کا کچھ سامان کروا لی۔ خیر تو جا اور جیسا کہا ہے ویسا کر۔" جواد اچھا جی کہتا باہر کی جانب دوڑا۔

"تمن۔۔۔۔۔ او تمن کہاں مر گئی ہے۔" کرخت آواز میں اس نے کام والی کو آواز دی۔

"جی بیگم صاحب"

"خاص مشروب کا انتظام کر اور دیکھ اس نئی چھٹی چھڑی کو بھی کہہ تیار ہو ورنہ جواد کے آگے ڈال دوں گی ایک دو راتوں میں اسکی ساری اکڑ ختم کر دے گا وہ۔ جا دفعہ ہو اب" غصے میں کھولتی مہر النساء اپنی ساڑھی ٹھیک کرتی ڈرائینگ روم میں پہنچیں۔

"خوش آمدید، بیٹھیں بیٹھیں ہمارے غریب خانے پر کیسے آنا ہوا" جیسے ہی مہر النساء اندر داخل ہوئیں دو خوش شکل نوجوان تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ وہی مہمان تھے جن کی اطلاع ابھی جواد نے دی تھی۔

دونوں لڑکے لمبے ورکسرتی جسم کے تھے۔ انہوں نے بہت غور سے دونوں کو دیکھا۔

"غریب خانہ تو مت کہیں آپ تو ہم جیسوں کو ہیروں سے نوازتی ہیں۔" ان میں سے ایک لڑکا اپنی گمبھیر آواز میں بولا۔ اسکی حاضر جوابی پر مہر النساء نے محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا۔

"واہ ذرہ نوازی آپکی۔ بحث پر شغل فرمائیں گے یا پھر آپکے ساتھ بھیجوں"

"پہلے آپ انہیں دکھائیں پھر سوچتے ہیں" اب کی بار دوسرا لڑکا بولا۔

"لڑکیاں بس آتی ہی ہوں گی۔ کیا میں تب تک نام جاننے کی جسارت کر سکتی ہوں" مہرالنساء نے اپنے پروفیشنل

انداز میں پوچھا۔

"جی کیوں نہیں میں زید ہوں اور یہ تبریز" زیاد نے تعارف کرواتے ہوئے کہا اتنی دیر میں ملازمہ خاص

مشروب لے آئی۔

"لیجیئے" مہرالنساء نے ملازمہ کو انکی جانب مشروب بڑھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں چیز ابھی نہیں، شراب کا مزہ تو محبوب کے شباب کے ساتھ ہی آتا ہے۔ محبوب ہمارا کوئی ہے نہیں ہذا ابھی تو

رہنے ہی دیجئیے" زیاد کی ذہانت نے مہرالنساء کو ایک بار پھر متاثر کیا۔

جاؤ اور لڑکیوں کو بلاؤ" وہ سر ہلاتی باہر چلی گئی۔ جاؤ تمنا کا لڈ ڈرنک لے

کچھ دیر بعد دو لڑکیاں ڈرائینگ روم میں آئیں۔

جن میں قبا نہیں تھی۔ مہرالنساء کا پارہ ہائی ہوا مگر اس وقت اسے خود پر ضبط کرنا تھا۔ ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ابھی

جا کر اسکی بوٹی بوٹی کر کے چیل کوؤں کے آگے ڈال دیتی۔

"جی تو اب بتائیے" مصنوعی مسکراہٹ سجاتے اس ان سے کہا۔

"ہم انہیں لے جانا چاہتے ہیں مگر آپکی اجازت ہو" انہوں نے مہرالنساء کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ضرور ضرور آج کی رات یہ آپکی مہمان" اس نے خوشدلی سے اجازت دی۔

"ارے کالڈ ڈرنک" انہیں اٹھتے دیکھتے وہ تیزی سے بولی۔

"پھر سہی اب تو آنا جانا لگا رہے گا"

جیسے ہی وہ لڑکیوں کو لے کر گئے مہرالنساء چیل کی طرح اس کمرے میں پہنچیں جہاں فہما تھی۔

"تجھے سمجھ نہیں آئی میری بکواس کیا خیال ہے پھر دو دن جو ادھر بھیجوں یہاں ساری پارسائی کی اکڑ نکالے گا وہ دو دن میں" وہ جو بیڈ کے ساتھ نیچے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے رونے میں مصروف تھی اس افتاد پر بری طرح ڈر گئی۔

"نہ۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں پلیز" مہرالنساء کے آگے ہاتھ جوڑے جو بھوکی شیرنی کی طرح اسکے سامنے کھڑی غرا رہی تھیں۔

"بس آج کی مہلت دے دیں" وہ انکے سامنے گڑگڑاتے ہوئے بولی۔

"صرف آج کی رات" انہوں نے انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔ اور جس آندھی طوفان کی طرح آئیں تھیں ویسے ہی چلی گئیں۔

"اف یار کیا بندہ تھا۔۔۔ آئی وش ایک بار پھر میں اسکے ساتھ جا سکوں" ان دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بولی جو کل رات زید اور تبریز کے ساتھ گئیں تھیں صبح سے وہ ناشتے کی میز پر بیٹھی ہر تھوڑی دیر بعد آہیں بھر رہی تھی۔

فہما نے ناگواری سے دیکھا۔ کیسے یہ لڑکیاں روز ایک نئے بندے کے ساتھ۔۔۔ اف اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

کیسے وہ اس گرداب سے نکلے۔ خودکشی۔۔۔ نہیں ایک غلطی وہ کر بیٹھی تھی دھوکہ دینے اور جھوٹ بولنے کی مزید وہ اللہ کی نظر میں گناہگار نہیں بننا چاہتی تھی۔

صبح سے وہ سوچ سوچ کر نڈھال تھی کہ کیسے آج بچے۔ ابھی وہ انہی سوچوں میں گھری تھی کہ اسے سارا آتی دکھائی دی۔ اس دن کے بعد آج فہما نے اسے دیکھا تھا۔

"کون مل گیا آخر تمہیں" اس نے سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے کہا۔

فہم نے نفرت سے اسکی جانب دیکھا۔

"بس ایک پرنس چارمنگ تھا۔ سائیڈ پوز ہی دے سکی ہوں اسکا دکھاتی ہوں تمہیں" اسی لڑکی نے اپنا موبائل نکالتے ہوئے کہا۔ جسے سب مینا کے نام سے جانتے تھے۔

"یہ دیکھو" جیسے ہی اس نے سارا کو دکھایا وہ چونکی۔

"یار ایسا ہی ایک بندہ میرے کلب میں ہے مگر وہ تو بہت ایٹیٹیوڈ والا ہے لڑکیوں سے بات بھی نہیں کرتا۔" "ارے یہ تمہارے والے کلب میں ہی تو جاتا ہے" مینا کے کہنے پر وہ حیران ہوئی۔

"نام بتا" سارا نے بے صبری سے پوچھا۔

"زید" مینا کے بتانے پر اسکی باچھیں کھل گئیں۔

"یہی ہے پھر تو وہ۔۔۔ مگر میں حیران ہوں وہ یہاں کیسے آ گیا" وہ ابھی تک حیران تھی۔

"آج آئے گا تو پوچھ لینا" مینا نے آنکھ مارتے ہوئے بے باکی سے کہا۔

"ویسے تو بڑی تیز ہے ایک ہی ملاقات میں اتنی انفارمیشن بھی لے لی"

دونوں نے بے ہنگم قہقہے لگاتے ہوئے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔

فہم کو لگا انکی آوازیں ہتھوڑے کی طرح اسکے اعصاب پر برس رہیں ہوں۔ چپکے سے دو آنسو اسکی آنکھوں سے بہے۔

"ہیلو سر زراد اسپیکنگ" زراد نے سر مصطفیٰ کو کال کی لائن پر آتے ہی بولا۔

"ہاں بھئی کیا رپورٹ ہے"

"سر ابھی تو میری رسائی ایک کمرے تک ہی ہوئی ہے۔ میں نے ٹیبل پر رکھے ڈیکوریشن پیس کو دیکھنے کے بہانے اس میں مائیکرو فون فٹ کر دیا ہے۔ آج رات پھر جاؤں گا۔ مزید کسی روم میں جانے کی کوشش کروں گا۔" اس نے کل کی کارکردگی کی تفصیل بتائی۔

"ویری ویل ڈن" سر مصطفیٰ بہت خوش ہوئے۔

"اور سر سیفی نے اس سے اپنا سسٹم کنیکٹ کر لیا ہے اسکے علاوہ دو اور بندے بھی اس پر کام کر رہے ہیں"

"سپر ب جب کیپ اٹ اپ اور وہاں جو ڈسکشن ہوتی ہے اسکی رپورٹ مجھے دیتے رہنا"

"شیور سر۔"

"اوکے ٹاک یو ٹو مورو" کہتے ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

اب اس نے سفیان کو کال ملائی

"آج رات اگر تو نے کوئی آئیں بائیں شائیں کیا تو یاد رکھنا وہ حشر کروں گی کہ اپنی شکل تک پہچان نہیں سکے گی۔ چٹی چمڑی دیکھ کر سوچا تھا پیسہ بنانے کی مشین بن جائے گی۔ تین دن سے ہمیں ٹھینگا کا ناچ نچا رہی ہے۔" مہر النساء شام میں اسکے کمرے میں آئیں اور اسے آخری وارننگ دیتے ہوئے بولیں۔

"میں سب کروں گی جو آپ کہیں گی۔ مجھے میرا موبائل دے دیں پلیز"

"ہہہ۔۔۔۔۔ ایسے لگ رہی ہے جیسے نانی ہو۔ کتنی تو اچھی ہے۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ چیر پھاڑ کر ساری معصومیت باہر نکال دوں گی۔ اتنا پاگل سمجھا ہے نہ ہمیں۔ موبائل دوں تاکہ تیرے ہوتے سوتے تیرا سراغ پا لیں۔

بند کر بکواس۔ تو جو تھی، جہاں سے تھی سب بھول جا۔

اب تو طوائف بن چکی ہے" اپنی کرخت آواز میں اسے باور کرواتی فہما کو روتا چھوڑ کر چلی گئی۔

رات۔۔۔۔۔ کسی بھیانک ناگ کی طرح لگ رہی تھی اسے جو آتے ہی اسے نگل جائے گی۔

"یا اللہ یہ رات کبھی نہ آئے میری زندگی میں" وہ اللہ جسے وہ صرف شکوے کرنے کے لیئے یاد کرتی تھی اب قدم قدم پر یاد آ رہا تھا۔

اپنا بھاری سر پکڑے ابھی وہ بیڈ کے ساتھ نیچے ہی بیٹھی تھی کہ ایک لڑکی ایک انتہائی واہیات ڈریس لیئے اسے تیار کرنے پہنچ گئی۔

مرتے کیا نہ کرتے وہ سیوپیس سوٹ اس نے پہنا۔ رات نو بجے تک اس لڑکی نے اسے تیار کر دیا۔

خود کو آئینے میں دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ اس نے تو کبھی لپ اسٹک بھی نہیں لگائی تھی۔ بہت ڈارک تو نہیں پھر بھی میک اپ کی تہہ سے وہ کوئی اور ہی فہما دکھ رہی تھی۔

"تمہارے فیچرز بہت خوبصورت ہیں" میک اپ کرنے والی لڑکی نے کہا۔

"کاش نہ ہوتے، کاش میں کالی بھدی ہوتی تو آج میری قسمت اتنی بدصورت نہ ہوتی" فہما نے بمشکل آنسو پیئے۔

اسے لگ رہا تھا کہ آج وہ واقعی میں سولی پر لٹکنے جا رہی ہے۔ دماغ لگتا تھا کہ سوچ سوچ کر پھٹ جائے گا کہ وہ کیسے اس سب سے بچے۔

"میڈم کہہ رہی ہیں اسے بھی ڈرائنگ روم میں لے آؤ کل والا گاہک آج پھر آیا ہے" سارا نے دروازے میں آکر اطلاع دی۔

فہم نے گاہک کا لفظ سن کر کرب سے آنکھیں بند کیں۔

باہر نکلتے نکلتے وہ ٹشو سے اپنے ہونٹوں کی گہری لپ اسٹک ہلکی کرتی گئی۔ دل میں مسلسل وہ آیت الکرسی کا ورد کرتی جا رہی تھی۔ "اے اللہ میں اسے نظر ہی نہ آؤں "مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے سوا آنے والے کو کچھ اور نظر ہی نہیں آئے گا۔

فہم مرے ہوئے قدموں سے سر نیچے کیئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ موت کے فرشتے کے پاس جا رہی ہو۔ آنے والے لمحات کا خوف اسے جکڑے ہوئے تھا۔

"آؤ آؤ فہم۔ یہ بھی ہمارا ہیرا ہے۔"مہر النساء نے فہما کو اندر داخل ہوتے دیکھا تو بے اختیار اپنی جگہ سے بڑھتی اسکے پاس آئی اور اپنی انگلیاں زور سے اسکی بازو میں پیوست کرتے ہوئے اسے باور کروایا کہ اس نے کوئی حماقت نہیں کرنی۔

فہم کو بھی اسی صوفے پر بٹھایا جہاں سارا پہلے سے اپنے جلوے دکھاتی براجمان تھی۔ گھٹنوں تک آتی ٹائٹس اور ٹاپ لیس شرٹ پہنے وہ بے باکی سے زیاد کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جبکہ فہما نے سیولیس بازوؤں کو دوپٹے میں سمیٹے سے چھپایا ہوا تھا۔

"مجھے ایک وہ کے لیئے یہ لڑکی چاہیئے ہے۔ منہ مانگی رقم دوں گا۔"

فہم نے بے یقینی سے سر اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جس کی نظریں صرف فہما کو دیکھ رہیں تھیں۔

وہ تو ایک رات کا سوچتے کانپ رہی تھی اور کہاں ایک ماہ۔ مہر النساء کا چہرہ تو چمک اٹھا اس نے فاتحانہ نظروں سے سارا کو دیکھا جس کی آنکھیں جتا رہی تھیں کہ کیسا ہیرا ڈھونڈا ہے اس نے۔

"جیسے آپکی مرضی۔ اسے لے جانا پسند کریں گے۔" مہر النساء تو لگ رہا تھا بچھی جا رہی ہے اسکے آگے۔

زیاد نے بھاری بھر کم چیک کاٹ کر اسکی جانب بڑھایا۔

"فی الحال تو آپکے نعمت کدے پر ہی شغل فرماؤں گا۔ اور ہاں ایک ماہ کا مطلب اس پر سوائے میرے نہ کسی کی نظر پڑے اور نہ کسی کا ہاتھ لگے" زیاد کی نظریں ہنوز اسکا طواف کر رہی تھیں جس کس چہرے پر موجود میک اپ بھی اسکی اذیت کو چھپانے میں ناکام تھا۔

"جو حکم آئیے پھر" مہر النساء نے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی فبہا کو بھی اٹھا دیا۔

وہ چلتے ہوئے لاؤنج میں آئے کہ دیوار پر براجمان ایک پینٹنگ دیکھ کر زیاد رکا۔

"خیریت سرکار" مہر النساء نے اسے رکتے دیکھ کر پیچھے سے دیکھا۔ اس پینٹنگ میں سورج کے غروب ہونے کا منظر تھا۔

"بہت خوبصورت ہے" زیاد اسکے قریب جا کر اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا اور پھر ایک کونے سے تھام کر کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر انکی جانب مڑ کر انہیں بڑھنے کا اشارہ کیا۔

مہر النساء اسے لیئے ایک راہداری میں بڑھی اور پھر اس میں دائیں جانب پر بنے آخری کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"لیجیے آپکی منزل" کمرے کے اندر فہما کا بازو چھوڑ کر وہ معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائے زید سے مخاطب ہوئی۔

"بہت شکریہ"

"کچھ چاہیے تو بتا دیں"

"جو چاہیے تھا وہ تو آپ نے دے دیا اور کسی چیز کی ابھی خواہش نہیں" اس نے ایک مرتبہ پھر فہما کو اپنی گہری نظروں کے فوکس میں رکھتے ہوئے کہا۔

مہر النساء کو اس لڑکے کی حاضر جوابی بہت پسند تھی۔ بہت ہی مدبر انسان معلوم ہوتا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی۔ اور زید نے بڑھ کر کمرے کا لاک بند کیا

جیسے ہی وہ لاک کر کے مڑا فہما سر سے پاؤں تک کپکپانے لگ گئی۔ وہ بجائے فہما کے پاس آنے کے بیڈ کے پاس رکھی راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ اور موبائل میں کچھ ٹائپ کرنے لگا۔

فہما نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا نجانے اسے یہ چہرہ کیوں دیکھا ہوا محسوس ہوا۔

موبائل کان سے لگاتے اس نے فہما کی جانب دیکھا۔ زید کی آنکھوں میں اب کی بار اسے سرد مہری نظر آئی

"بیٹھ جائیں۔ آپکا ہی گھر ہے" بیڈ کی جانب اشارہ کرتے اس نے فہما سے کہا اور ایک مرتبہ پھر اسے نظر انداز کیا۔

فہما کو اسکا انداز کچھ عجیب لگا وہ جو کچھ دیر پہلے اس پر نثار ہو رہا تھا یکدم اتنی سرد مہری۔ تو کیا اللہ نے میری دعا قبول کر لی اور اسکا دل میری جانب سے پھیر دیا۔ بیڈ پر بیٹھی ہاتھوں کو گود میں رکھے سر جھکائے وہ سوچ رہی تھی۔ یہ جانے بغیر کے وہ سرد مہر آنکھیں پھر سے اس سے لپٹ گئی ہیں۔

"ہاں میں پہنچ گیا ہوں کافی دیر کا ٹیسٹ جو میں نے لگایا ہے اسکی پروگریس کیا ہے۔ ویری گڈ۔ ٹاک یو ٹومورو۔"

فون بند کرتے ساتھ ہی وہ سارے کمرے کا چکر لگانے لگا۔

اب کی بار اسکی آواز سنتے ہی فہما کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ اس نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد، گھنے کالے بالوں سے ڈھکا سر، گہری کالی آنکھیں جو ایسی محسوس ہوتیں جیسے اگلے کا ایکسرے کر رہی ہوں، کھڑی ناک، چہرے پر بیرڈ جو اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگاتی تھی۔ بھنچے ہونٹ۔

بالکل وہی تھا بس وردی نہیں تھی جسم پر۔ اس وقت وہ وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس تھا۔ بازوؤں کے مسلز واضح دکھائی دے رہے تھے۔

"سن۔۔۔۔ سنیں" فہما نے یکدم اسے پکارا۔ وہ جو وہاں رکھے فون سیٹ کا ریسیور اٹھا کر کچھ چیک کر رہا تھا۔ فہما کی آواز پر مڑ کر اسے دیکھا۔

اف یہ آنکھیں فہما کیسے بھلا سکتی تھی جس نے اسکی زندگی اس دن یونیورسٹی میں بچائی تھی۔ وہ تو اسے حفظ ہو چکا تھا۔ اس نے اسکے بازوؤں کی جانب دیکھا انہی بازوؤں نے اسے تحفظ دیا تھا۔

"آپ وہ کمانڈو ہیں نہ جس نے وہاں۔۔۔۔" ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ زیاد نے قہقہہ لگایا۔

"پاگل ہو گئیں ہیں آپ شاید۔ ایسے لوگوں کا یہاں کیا کام" اس نے سنجیدہ ہوتے فہما کے وجود سے نظریں ہٹاتے کہا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں مجھے اچھی طرح ـــــ" فہما نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"پرابلم کیا ہے آپکے ساتھ" اس نے پھر اسکی بات کاٹتے غصے سے کہا۔

"اگر آپ وہ نہیں جو میں سمجھ رہی ہوں تو پھر آپ ویسے کیوں نہیں جیسے بن کے یہاں آئے ہیں"۔ اب کی بار فہما نے بھی غصے سے کہا آخر وہ اسے کیوں جھٹلا رہا تھا۔

"آپکو بہت افسوس ہے اپنی تیاری ضائع ہونے کا۔ اب تک کتنوں کا دل بہلا چکی ہیں" وہ ریسیور ریڈل پر واپس رکھتا ہاتھ پاکٹس میں ڈالے اسکے قریب آتے ہوئے بولا پھر بیڈ پر اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔

"اللہ نہ کرے۔ دیکھیں اگر آپ وہ نہیں بھی تو بھی مجھے لگتا ہے کہ آپ اچھے انسان ہیں کیا میں آپ سے کچھ شیئر کر سکتی ہوں" اس کے کترانے نہ دیکھ کر فہما کو کچھ حوصلہ ہوا۔

"شیور" اسکی اجازت ملتے ہی اس نے خود پہ بیتی ساری بات روتے ہوئے بتائی۔

"پلیز آپ مجھے یہاں سے نکالنے میں مدد کر سکتے ہیں۔" اس نے بہت سے آس سے اسکی جانب دیکھا۔

"یہاں آپ نے مجھ سے جو کچھ ڈسکس کیا اور مزید آنے والی راتوں میں جو کچھ ہو گا آپ نے کسی کو نہیں بتانا۔ فی الحال آپ سو جائیں۔" اپنی بات کے آخر میں اسکا ایسا جواب سن کر وہ غم و غصے سے پیچ و تاب کھانے لگی۔

"بہت شکریہ" غصے سے فہما نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد زید لائٹ آف کر کے پاس پڑے صوفے پر جا کر لیٹ گیا۔

اور وہ اپنی قسمت پر رونے بیٹھ گئی۔ مگر یہ سکون ہوا کہ کم از کم کچھ عرصے تک اسکی گندی غلیظ نظروں سے جان چھوٹ گئی۔ جو کوئی بھی ہے کم از کم اسکے لیئے فرشتہ بن کے آیا ہے آج رات۔ یہی سوچتے خود پر دوپٹہ پھیلائے وہ سو گئی۔

"سب کی سب اس تہہ خانے میں پہنچا دینا اور دیکھنا ذرا سی بھی بھول چوک نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہاں میں نے تمہیں لڑکیوں کی دبئی کے لیئے سپلائی کا کہا تھا اس کام کا کیا بنا" زرار اور سفیان ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے کانوں سے ہیڈ فون لگائے کسی عورت کی آواز سن رہے تھے۔

"میڈم وہ کام ہو گیا ہے مگر اس مہینے کے آخر میں سپلائی سٹارٹ کرنی ہے۔ آپ تب تک کچھ اور اچھے پیس قابو کریں۔ ایک دو کی میں نے تصویریں بھیج کر دکھائیں تھیں مگر اسکو پسند نہیں آئیں"

اب ایک مردکی آواز گونجی۔

"چل میں کچھ کرتی ہوں اس کا۔ اب تو جا اس کمرے میں احتیاط سے لے کر جانا" اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا ان کے ہیروئن کے اڈے اسی جگہ ہیں۔ جلد از جلد وہ جگہ ڈھونڈنی ہے۔"

"اور یہ لڑکیوں والا کیس" زرار کے خاموش ہوتے ہی سفیان بولا۔

"اس کو بھی ٹیکل کرتے ہیں ڈونٹ وری"

"تم ایک کام کرو وہ جو تمہارا دوست ہے گھروں کی کنسٹرکشن کرتا ہے۔ وہ یقیناً اس آرکیٹکٹ کو جانتا ہوگا جس نے یہ گھر بنایا ہے۔ تم اس کو کہو اپنے ریسورسز یوز کر کے ہمیں یہاں کا پورا نقشہ دے۔ کل رات تیچے کا تو سارا ایریا میں نے

دیکھ لیا تھا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ کوئی رسک لینے کی بجائے ہمیں ایسے ہی وہاں کا آئیڈیا لگا لیں۔ پھر اس تہہ خانے تک پہنچنا آسان ہو جائے گا"

"ٹھیک ہے میں آج ہی کال کرتا ہوں"

"اس کو کہنا ہمیں اس گھر کا آؤٹ لک اچھا لگا ہے یقیناً گھر اندر سے بھی خوبصورت ہو گا۔ ہمیں ویسا ہی نقشہ تیار کروانا ہے سو آپ اسکا نقشہ چیک کروائیں

"یار تیرا دماغ تو بہت ہی ڈیش ہے" سفیان کال ملاتے ہوئے بولا۔

بیٹا ایسا دماغ یا تو انسان کو ڈان بنا دیتا ہے یا پھر سیکرٹ ایجنٹ"

"جی فرمایا" زراد کی بات پر سر دھنتے ہوئے وہ فون سے آنے والی آواز کی جانب متوجہ ہوا۔

اگلی رات بھی سج سنور کر فہما کو اسی کمرے کی جانب جانا پڑا۔ زیاد وہاں پہلے سے موجود تھا۔

جیسے ہی وہ اندر آئی یک سرسری نظر ڈالنے کے علاوہ اس نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔

اپنے موبائل پر وہ مصروف رہا۔

"آپ سو جائیں" فہما جو اس امید پر بیٹھی تھی کہ شاید وہ اسکی کوئی مدد کی بات کرے گا۔ اس کے منہ سے ایسی بات سن کر وہ سخت بد مزہ ہوئی۔

"آپ اپنے گھر کیوں نہیں سوتے آخر یہاں آپکو کیا ملتا ہے" آخر فہما نے پوچھ ہی لیا۔

وہ جو نظریں جھکائے ایک ٹانگ صوفے پر اور ایک ٹانگ فولڈ کر کے پاؤں زمین پر رکھے بیٹھا تھا۔ فہد کی جھنجھلاہٹ سے بھرپور آواز میں کیا جانے والا سوال سن کر مسکرایا۔

فہد نے تو اسکی دلکش مسکراہٹ سے چڑ کھا پوچھا اتنا عذاب ہو گیا۔

"آپ کو اتنی ٹینشن کیوں ہے۔ شکر نہیں کرتیں کہ میں ایک شریف انسان ہوں"

"وہ تو ہے مگر مجھے مگر۔۔۔"

"جب اللہ نے آپکی مشکل آسان کردی ہے تو پھر اگر مگر کس بات کی۔ منہ دھوئیں اور سو جائیں" آرام سے اسے مشورہ دیتا پھر سے خاموش ہو گیا۔

وہ اٹھی منہ دھویا وضو کیا۔ باہر آ کر بیڈ کی پائنتی پر پڑی ایک چادر اٹھا کر جائے نماز کی طرح بچھائی کہ زید کی آواز آئی۔

جو خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

"اس طرف نہیں اس طرف ہے قبلہ رخ" زید نے ہاتھ کے اشارے سے اسے صحیح قبلہ رخ بتایا۔ اس نے حیران ہو کر دیکھا۔

"آپکو نماز کے لئے بچھاتے دیکھ کر میں نے موبائل پر ڈائریکشن دیکھی ہے" اس نے موبائل ہراتے ہوئے اسکی حیران آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

واقعی وہ جب سے یہاں آئی تھی بس اندازے سے نماز پڑھتی تھی۔ یہاں کس سے پوچھتی۔ اسکا شکریہ کہتی وہ نماز پڑھنے لگی۔

زید کی جانب اسکا دایاں رخ تھا۔ وہ محویت سے اسکے معصوم چہرے کو دیکھنے لگا۔ وہ کیسے اس چہرے کو بھول سکتا تھا جسے یونیورسٹی میں بچاتے ہوئے یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کس حال میں اور کہاں دیکھنا پڑے گا۔

تحفظ کے جس احساس میں وہ یونیورسٹی کے ہال میں اسکے بازو سے لپٹ گئی تھی وہ کتنے ہی دن اسکی اس حرکت پر حیران رہا۔

اس مشن کے بعد بھی وہ اسے بھول نہیں پایا تھا۔ بہت سے لوگ فوجیوں اور کمانڈوز سے محبت کرتے ہیں مگر جو انداز فہما کا تھا۔ وہ اسے بھلانے میں ناکام رہا تھا۔

اور یہاں ایک طوائف کے روپ میں دیکھ کر اسکا خون کھول گیا تھا۔

جتنی ڈری سہمی وہ آئی تھی اسے دیکھتے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکی کسی سازش کا شکار ہوئی ہے۔

اسی لیئے اس نے ایک وہ کے لیئے اسے اپنی پناہ میں لے لیا تھا تا کہ کوئی میلی نظر اسے چھو کر نہ گزرے پھر بھی ایک خوف تھا مگر وہ خوف بھی فہما کی ساری کہانی سن کر دور ہو گیا کہ اللہ نے اسکی عزت کو محفوظ رکھا ہے۔

جیسے ہی وہ نفل پڑھ کر فارغ ہوئی اور چادر تہہ کرنے لگی زراد عرف زیاد بھی چونکا۔

ابھی وہ یہ حقیقت فہما سے چھپانا چاہتا تھا کہ اسکا گمان زراد کے بارے میں درست ہے۔

"نام کیا ہے آپکا" اسکا چادر تہہ کرتا ہاتھ ایک سیکنڈ کے لیئے رکا۔

"فہما۔ مہر النساء نے بتایا تو تھا" اس نے زراد کو یاد کروایا۔

"ہاں انجبولی میں یہ موبائل آپکے لیئے لایا ہوں۔یہاں لوگ ان لڑکیوں کو بہت سے گفٹس دیتے رہتے ہیں سو بے شک آپ ان کو بتا دینا چھپانا مت۔میرا نمبر ہے اس میں کوئی پریشانی یہاں لگے یا یہ کسی اور کے ساتھ آپکی ڈیل کرنے لگیں تو مجھے فوراً میسج کر دینا اوکے

اس نے اثبات میں سر ہلاتے موبائل لے لیا

اگلے دن صبح اس نے سب لڑکیوں کو موبائل دکھایا سب اسکی قسمت پر رشک کر رہیں تھیں کہ کتنی مالدار آسامی اسکے ہاتھ لگی ہے۔

اگلے دو دن بھی یونہی گزر گئے۔ فہما کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ روزانہ وہ آدھا گھنٹا اس کمرے میں مسلسل چلتا رہتا ہے۔پھر بیٹھے سے کسی جگہ پاؤں مارتا ہے اور پھر چلنا شروع کر دیتا ہے۔

فہما اس دوران بہت چپکے سے اسکی ایک آدھ تصویر کھینچ لیتی تھی۔اسے یقین تھا کہ یہ وہی کمانڈو ہے۔ان دنوں مہر النساء کو یقین ہو گیا کہ فہما اب ادھر ادھر نہیں ہو گی تو اس نے اپنی باقی لڑکیوں کے ساتھ اسے بھی پارلر بھیجا۔

فہما بجھے دل کے ساتھ فیشل کروا رہی تھی کہ اپنے قریب ایک ورکر کی آواز آئی۔

"ہیلو مسز سفیان کیسی ہیں اور میجر صاحب کا کیا حال ہے "میجر کا لفظ سن کر فہما چونکی۔

کیا یہ میری کوئی مدد کر سکتی ہے۔جیسے ہی اسکا فیشل ختم ہوا اس نے اپنے پاس کھڑی ورکر کو چین اور پیپر کا کہا۔

اور ساتھ مسز سفیان پر ایک نظر ڈالی۔ینگ سی وہ لڑکی فہما کو نجات دہندہ لگی۔

فہد نے اٹھتے ہوئے وہ پیپر رول کر کے پاس سے گزرتے یکدم اسکا ہاتھ پکڑتے اور ہیلو کہتے اسکے ہاتھ میں اسطرح سے دیا کہ سب یہی سمجھے کہ فہد نے اس لڑکی سے ہاتھ ملایا ہے۔

اس نے بھی حیران ہو کر فہد کو دیکھا مگر اپنے ہاتھ میں کوئی پیپر محسوس کر کے یکدم اپنی مٹھی بند کی۔

فہد جا چکی تھی۔

سفیان کی وائف واش روم میں گئی۔ایک سیکرٹ ایجنٹ کی بیوی ہونے کے ناطے وہ اس طرح کی چچوئیشنز کو اب ہینڈل کر لیتی تھی۔

جیسے ہی اس نے واش روم میں آ کر پیپر کھولا اس کی تحریر پڑھ کر وہ ششدر رہ گئی۔

"میجر کی بیوی ہونے کے ناطے مجھے لگا آپ میری مدد کر سکتی ہیں میں بہت مشکل میں ہوں شریف گھر کی ہوں مگر کال گرلز کے ہاتھ دھوکے سے لگ گئی ہوں۔پلیز آپ مجھے یہاں سے نکلوا دیں۔نیچے میرا نمبر ہے ایک امید کی کرن آپکی صورت نظر آئی ہے۔پلیز"

شزا نے جلدی جلدی اسکا نمبر نوٹ کیا

فہد واپس آ کر انتظار میں تھی کہ کب شزا کا میسج یا کال آئے۔ رات آٹھ بجے کے قریب شزا کا واٹس ایپ پر میسج آیا

"میں مسز سفیان"

فہد نے جلدی سے اسے اپنا نام لکھ کر یقین دہانی کروائی کہ یہ اسی کا نمبر ہے اور فوراً شزا کا نمبر بھی سیو کر لیا۔

"ہاں اب بتاؤ کہ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ۔"

اس کے بتاتے ہی فہما نے اسے اپنی ساری کہانی بتائی۔

"اور آپکو ایک بات بتاؤں یہاں ایک کمانڈو آتا ہے جس نے مجھے ایک ماہ کے لیئے ان سے بچالیا ہے اس نے یونیورسٹی میں کچھ عرصہ پہلے ہونے والی دہشت گردی میں مجھے بچایا تھا۔ اور یہاں بھی ان کو ایک ماہ کے لیئے میرے لیئے پیسے دیئے ہیں۔

جب میں نے اسے پہچان کر پوچھا کہ آپ وہی کمانڈو ہیں تو اس نے مجھے جھٹلایا۔

آپ اسکے خلاف ایکشن لیں۔ وہ ایس ایس جی کو دھوکہ دے رہا ہے اور ایسی غلط جگہ آتا ہے"

شزا کی تو آنکھیں حیرت سے کھل گئیں فہما کا میسج پڑھ کر وہ لوگ اس وقت چائے پی رہے تھے۔ سفیان، شزا اور زراد۔ زراد سفیان سے کوئی کیس ڈسکس کر رہا تھا۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ کمانڈو ہی ہے۔"

"میں اسکو کبھی نہیں بھلا سکتی اس کو دیکھ کر جس تحفظ کا احساس مجھے یونیورسٹی میں ہوا تھا میں آپکو بتا نہیں سکتی۔ اچھا میں آپکو اسکی پکس سینڈ کرتی ہوں۔ میں نے کل لیں تھیں آپ اپنے ہزبینڈ کو دیکھا یئم شیور وہ ضرور پتہ کریں گے" فہما نے میسج کرتے ساتھ ہی زراد کی پکچرز ڈھونڈ کر شزا کو سینڈ کیں۔

شزا کو جیسے ہی پکچرز ملیں وہ تو ہکا بکا رہ گئی۔

"زراد بھائی" اس نے بے اختیار زراد کو پکارا۔

"جی بھابھی" وہ اپنے سامنے رکھی فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا اسی انداز میں بولا۔

"یہ آپ کال گرز کے پاس کب سے جانے لگ گئے ہیں" زراد اور سفیان دونوں بری طرح چونکے۔

"آ۔ آپ کو کس نے کہا" زراد نے اپنے گھبرائے لہجے پر قابو پایا۔

"نہ صرف بتایا ہے بلکہ ثبوت بھی حاضر ہے" شزا نے طنزیہ نظروں سے کہتے ساتھ ہی موبائل کا رخ اسکی جانب کیا۔

زراد نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے اپنی پکچر دیکھی سینڈر کا نام پڑھتے ہی وہ چونکا

"اگر اجازت ہو تو سارے میسجز پڑھ سکتا ہوں۔" اس نے مسکراتی نظروں سے شزا کو دیکھا۔ اسکے سر ہلانے پر جوں جوں وہ میسج پڑھتا گیا اسکا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

"یار اس بندی کو سیکرٹ ایجنٹ ہونا چاہیئے تھا۔"

"واقعی" سفیان بھی اسکے ساتھ میسجز پڑھ رہا تھا اس نے بھی زراد کی بات کی تائید کی۔

"اب آپ دونوں مجھے بھی کچھ بتائیں گے" شزا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

آخر انھیں شزا کو اپنا کیس بتانا پڑا

"باقی سب تو ٹھیک ہے مگر یہ ایک مہینے والی کہانی سمجھ نہیں آئی" ساری ڈیٹیل کہہ سننے کے بعد سفیان نے مشکوک نظروں سے زراد کو دیکھا۔ جو بمشکل اپنی بے ساختہ مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کچھ نہیں یار کسی کو بچا کر نیکی کر رہا ہوں"

"نہ میرا بیٹا صرف نیکی کا سین نہیں ہے" سفیان اتنی آسانی سے اسکی جان چھوڑنے والا نہیں تھا۔

"بالکل صحیح سے بتائیں" شزا نے بھی تائید کرتے اسے دیکھا۔

"آپ دونوں کو اب نیند آرہی ہے میں اب چلتا ہوں" اس نے اٹھنے کے لیئے پر تولے۔

"بیٹا تو ہل کر دکھا۔ بتا سید ھی طرح" اب کی بار سفیان نے رعب سے پوچھا اور زر او کو انکو بتاتے ہی بنی کہ وہ ہرنی آنکھوں والی لڑکی اس کو بے حد پسند ہے اور یہ کہ وہ اسے وہاں سے جلد از جلد نکالنا چاہتا ہے۔
"ھم چل کل تک کوئی انتظام کرتے ہیں" سفیان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اس رات وہ فہما کی طرف نہیں گیا۔ رات بارہ بجے تک انتظار کرنے کے بعد اسے ٹینشن شروع ہو گئی۔ تصویریں تو بڑی زیر و زبر دسیوں بن کر اس نے بھیج دیں تھیں۔ تو کیا اتنی جلدی اسکے خلاف ایکشن لے لیا۔
اور اگر وہ نہیں آیا اور ان لوگوں نے مجھے کسی اور کو۔۔۔۔۔ اس سے آگے اسکے لیئے سوچنا محال تھا۔
اس نے جلدی سے موبائل نکالا اور زر او کو کال ملائی۔
وہ جو اس وقت مہر النساء کے گھر کا نقشہ پھیلائے مختلف ایریاز کو مارک کر رہا تھا۔
فہما کے نام کو موبائل کی اسکرین پر بلنک کرتے دیکھ کر حیران ہوا۔ پھر پہلا خیال یہی آیا کہ کہیں مہر النساء نے کوئی گڑ بڑ تو نہیں کی۔
"ہیلو"
"ہیلو میں فہما آپ زیادہ بات نہ کر رہے ہیں نا آپ ٹھیک ہیں نا" اسکے ہیلو کے جواب میں اسکا فکر سے بھرپور لہجہ سن کر وہ اپنی مسکراہٹ نہیں روک پایا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شزا کو تصویریں دینے اور پھر اسکی غیر حاضری کو لے کر وہ پریشان ہے۔

"کسر تو آپ نے کوئی نہیں چھوڑی تھی۔ میری ہی تصویریں لے کر لوگوں کو واٹس ایپ کی جا رہی ہیں۔ 007 بننے کا بہت شوق ہے آپکو۔" وہ رعب سے بولا۔

"آپ ۔۔۔۔۔ آپ میرے کمانڈو ہیں نا" وہ بے خیالی میں میرے کمانڈو کہہ گئی۔ پھر اپنی بے خیالی پر زبان دانتوں میں دبائی۔

دوسری جانب تو اسکی بے اختیاری پر زرداد نے بمشکل قہقہہ روکا۔ مگر شرارتی لہجے پر کنٹرول نہیں کر سکا۔

"مجھ پر آپ نے اپنا نام کب لکھوایا۔"

"اصل میں آپ آئے نہیں تو میں پریشان ہو گئی" اس نے زرداد کی بات نظر انداز کی۔

"آپ کیا مجھے مس کر رہی تھیں" اسکا آنچ دیتا لہجہ فبہا کو اچھا خاصا کنفیوز کر گیا۔

"نہیں وہ میڈم بہت مرتبہ پوچھ رہی تھی۔ اب مجھے تو پتہ نہیں تھا سو سوچا آپ سے پوچھ لوں" اس نے اپنی طرف سے بات بنائی۔

"چلیں آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں۔ لیکن آپ نے آج جو شہزاد بھائی کو میری پکچرز بھیجیں ہیں اسکا بدلہ میں جلد لوں گا" اپنے لہجے کو خوفناک حد تک سنجیدہ بناتے ہوئے وہ بولا۔

"آئیم سوری"

"اب کل ہی روبرو بات ہو گی" کہتے ساتھ ہی زرداد نے کال کاٹی۔ اور زیر لب مسکرایا

وہ آفس میں بیٹھا ابھی کسی رپورٹ کی پروف ریڈنگ کر رہا تھا کہ موبائل پر اس نے سفیان کی کال اٹینڈ کی۔

"ہاں بھئی سیا رپورٹ ہے" فون کان سے لگاتے ہی وہ بولا۔

"اچھی رپورٹ نہیں ہے وہ لوگ قبہا کی پکچرز اپنے دبئی والے کلائنٹ کو بھجوانے کا سوچ رہے ہیں کل رات ہی ڈسکشن ہوئی ہے۔"

"کیا بکواس ہے یار" وہ غصے سے بھنایا۔

"بکواس نہیں سچ ہے۔ جیسے ہی تیرا ایک ماہ ختم ہوگا اسے سیدھا باہر پہنچائیں گے۔ اب جو کرنا ہے ہمیں آج رات میں کرکے قبہا کو سیف کرنا ہے"۔ سفیان کے کہنے پر اسکا دماغ تیزی سے پلین بنانے لگا۔

"تم گھر پر ہو" اس نے سفیان سے پوچھا۔

"نہیں ابھی تھوڑی دیر میں پہنچنے والا ہوں راستے میں ہوں کیوں خیریت۔" سفیان نے اچنبھے سے پوچھا۔

"گھر پہنچ کر جھی سے میری فوراً بات کروا" اس نے کہتے ساتھ ہی فون بند کیا۔

ابھی وہ دوپہر کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں ہی بیٹھی تھی کہ شہزادی کال آنے لگ گئی۔ اس نے سامنے لگے ٹی وی کی آواز اونچی کی تاکہ کوئی بات باہر نہ جاسکے۔

"ہیلو جی کیسی ہیں آپ" اس نے خوشگوار لہجے میں اس سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میں اگر تمہیں بڑی بہن سمجھ کر کوئی حکم دوں تو کیا تم مانو گی" شہزادی کی بات پر اسکی آنکھوں میں آنسو جھلملائے۔

"حکم تو کرکے دیکھیں" اس نے نم آواز میں کہا۔

"زراد جس کو تم زیاد کے نام سے جانتی ہو۔ آج رات جب وہ تمہیں باہر لے جانے آئے گا تو کوئی چوں چرا کے بغیر آجانا۔ سمجھو یہ تمہیں اس جہنم سے نکالنے کا پہلا قدم ہے۔"

اس نے حیران ہوتے اسکی بات سنی۔

"تم سن رہی ہونا" دوسری جانب مکمل خاموشی نے اسے پریشان کیا۔

"جی جی میں سن رہی ہوں۔ میں آنکھیں بند کر کے آپ پر یقین کر رہی ہوں کہ اسکے علاوہ کوئی چارا نہیں میں نے حالات کے سپرد خود کو کر دیا ہے۔ مجھے پوری امید ہے میرا اللہ مجھے ضرور بچائے گا۔ جب اتنے درندوں میں رہ کر زراد جیسا فرشتہ بھیجا ہے تو یقیناً آگے بھی وہ مجھ پر اپنا کرم کرے گا" اس نے پر یقین آواز میں کہا۔

"میں رات میں ضرور آؤں گی" اسکے کہنے پر شہزانے ایک دو اور ہدایتیں دے کر فون بند کر دیا۔

رات میں وہ زراد کے آنے سے پہلے تیار تھی۔ جیسے ہی زراد کے آنے کی اطلاع ملازمہ نے دی وہ ڈرائینگ روم میں آئی جہاں زراد پہلے سے موجود تھا اور مہر النساء بھی۔

جیسے ہی وہ اندر آئی زراد اسے دیکھ کر کھڑا ہوا۔ جو لیمن کلر کے فراک اور فیروزی پاجامے میں ملبوس تھی جس پر بہت نفیس کام ہوا تھا۔ دوپٹہ پھیلا کر آج پھر اس نے سلیولیس بازوؤں کو ڈھکا ہوا تھا۔ کھلے لمبے بالوں کی سائیڈ سے مانگ نکالی گئی تھی۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو میں انہیں باہر لے جاؤں" زراد نے بمشکل اسکے خوبصورت چہرے سے نظریں ہٹائیں۔

"ارے سرکار یہ تو فی الحال آپکی امانت ہے جہاں مرضی لے جائیں" وہ معنی خیزی سے مسکرائی۔
زراد نے آگے بڑھ کر فہما کے کندھے پر اپنا بازو پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔
"چلیں سویٹ ہارٹ" فہما تو اس بے تکلفی پر شرم سے پانی پانی ہو گئی۔
بمشکل ہلکا سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اوکے میڈم" کہتے ساتھ ہی وہ اسی طرح اسے بازو کے حلقے میں لیئے باہر نکلا۔
فہما نے ایک دو مرتبہ اسکا بازو ہٹانے کی کوشش کی مگر گرفت مضبوط تھی۔
گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔
"کیا فضول حرکت تھی یہ" فہما نے غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ جو کمال خوبصورتی سے اپنی مسکراہٹ چھپائے سامنے دیکھتا ڈرائیو کر رہا تھا۔
"کون سی" اس کی معصومیت پر سکا دل کیا سر گاڑی کے شیشے میں دے مارے۔
"وہی جو آپ نے سب میڈم کے سامنے کی ہے" ابھی تک اسکا تنفس بحال نہیں ہوا تھا۔
"تو کیا میں آپکو کہتا چلیں میڈم۔۔۔ آپ جانتی ہیں میرا اور آپکا تعلق کیا ہے انکی نظر میں اسکے لیئے مجھے ڈرامہ کرنا پڑا۔ اور دوائز میں کوئی آپکے قریب آنے کے لیئے پاگل نہیں ہوا جا رہا" زراد کے لہجے نے اچھی طرح اسے باور کروایا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔
گاڑی کچھ دیر بعد ایک ہوٹل کے آگے رکی۔ گاڑی لاک کر کے زراد نے اسکے ساتھ قدم بڑھائے۔ ریسیپشن پہ پہنچ کر اس نے ایک کمرے کا نمبر پوچھا۔ انکے گائیڈ کرنے پر وہ لفٹ کی جانب آئے کیونکہ کمرہ

تیسرے فلور پر تھا۔ اس سے ذرا پیچھے چلتے فہما نے نظر اٹھا کر زراد کو دیکھا جو اس وقت بھی اسکن کلر کی ٹی شرٹ اور جینز میں موجود تھا۔ سر اٹھائے وہ ہمیشہ ایسے چلتا تھا جیسے فاتح چلتے ہوں۔ وہ کسی چیز سے مرعوب ہونے والا بندہ نہیں لگتا تھا۔ لفٹ میں اسکے ساتھ جاتے اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی آگے اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس نے تو بس خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔

جیسے ہی لفٹ رکی فہما کی سوچیں بھی رکیں۔ زراد نے ایک مرتبہ بھی پیچھے مڑ کر اسے نہیں دیکھا جیسے یقین ہو کہ وہ اسکے پیچھے آئے گی ہی۔

ایک کمرے کے آگے رک کر اس نے کسی کو کال کی۔

"ہاں ہم پہنچ گئے ہیں دروازہ کھولو" اسکے کہتے ہی لاک کھلنے کی آواز آئی۔

اب کی بار اس نے فہما کا ہاتھ پکڑ کر اسکے ساتھ اندر قدم رکھے۔

اندر آتے ہی فہما کی نگاہ کرسی پر براجمان شہزاد پر پڑی۔ وہ مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھی۔ اسکے علاوہ کمرے میں چھ اور بندے بھی تھے اور ایک مولوی بھی موجود تھا۔

"بہت شکریہ مجھ پر اعتبار کرنے کا اب ایک اور احسان کرو ہم تمہارا نکاح کروا کر تمہیں ایک مضبوط سائبان دینا چاہتے ہیں ہماری یہ خواہش بھی مان لو"

اپنی قسمت پر اور اللہ کی مہربانی پر فہما کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا آپ بس حکم کریں میں سب مانوں گی" فہما نے آنسو بہاتے اسے کہا۔

اس نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ کس سے نکاح ہے۔ وہ اب اللہ کی رضا میں راضی رہنا چاہتی تھی۔ کمرے میں ایک بیڈ اور کچھ کرسیاں تھیں۔

شزا نے اسے بیڈ کے ایک طرف بٹھایا اور سر پہ دوپٹہ دیا۔

باقی سب بھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

مولوی نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔

جس وقت مولوی نے نکاح میں لڑکے کے نام کی جگہ زراد کا نام لیا فہما نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرت بھری آنکھوں سے اپنے سامنے بیٹھی شزا کو دیکھا اس نے فہما کا ہاتھ دبا کر اسے رضامندی کا اشارہ کیا۔

فہما نے ماؤف دماغ کے ساتھ کب قبول ہے کہا وہ نہیں جانتی تھی۔

"اتنی بڑی قربانی" فہما فقط یہیں تک سوچ سکی۔ زراد کی عظمت کا مینار اسکے دل میں کچھ اور بلند ہوا۔

ایجاب و قبول کے بعد سب چلے گئے سوائے شزا اور سفیان کے

فہما سفیان سے پہلی مرتبہ ملی تھی۔

"اچھا زراد بھائی اب ہم بھی چلتے ہیں بہت ٹائم ہو گیا ہے" شزا اٹھتے ہوئے بولی۔ پھر ایک نظر گم صم سی فہما پر ڈالی جو اب بھی بے یقین تھی۔

"ڈیئر اب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اب زراد بھائی جانیں اور وہ لوگ وہ خود ہی تمہیں اب صحیح سے پروٹیکٹ کر لیں گے۔" شزا نے اسکے گال تھپتھپاتے کہا۔

یکدم فہما اسکے گلے لگ کر رونے لگ گی۔ دونوں اس وقت آمنے سامنے بیڈ کے پاس کھڑی تھیں جبکہ کچھ فاصلے پر زراد اور سفیان کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔ زراد ہاتھ پیچھے باندھے سر جھکا چکا تھا۔

"میں کیسے آپ سب کا شکریہ ادا کروں" فہما ہچکیاں لیتے ہوئی بولی۔

"یہ تو تمہیں اب زراد بھائی بتائیں گے کہ کیسے شکریہ ادا کرو" شہزا نے شرارت سے کہا۔

جبکہ فہما کا دل دھڑکا۔ مگر وہ کسی خوش فہمی میں پڑھنا نہیں چاہتی تھی۔ اسکے خیال میں یہ سب صرف اسے اس زندان سے نکالنے کی کوشش تھی۔

فہما نے زراد کی جانب دیکھا جو ہنوز سر جھکائے کھڑا تھا۔

"اوکے بڈی" سفیان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ انکے جاتے ہی فہما کو اسکے ساتھ ایک ہی روم میں رہنے کی فکر لگ گئی۔

زراد ان کو دروازے تک چھوڑ کر آ کے بیڈ پر ایسے نیم دراز ہوا جیسے اکیلا ہو۔ جبکہ فہما کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"سنیں"

"سن رہا ہوں" وہ جو آنکھیں موندے آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اسی کے انداز میں بولا۔

"ہم کیا اس کمرے میں کیسے رہیں گے" کوئی بات نہ بن پڑی تو فہما نے انتہائی احمقانہ سوال کیا۔ کم از کم زراد کو یہی لگا۔ آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے اسے دیکھا۔ فہما نے جلدی سے نظروں کا زاویہ بدلا۔

"پچھلے کتنے دنوں سے ہم رات میں ایک ہی روم شیئر کر رہے ہیں تو پھر آج کیا پرابلم ہے جبکہ اب تو ہمارے درمیان کوئی رشتہ بھی ہے" اس نے اٹھ کر بیٹھتے اپنی نظروں کو اس پر جمایا۔

"اف ایک تو اس بندے کی آنکھیں" فہما بس دل میں ہی سوچ کر رہ گئی۔

"مگر وہاں صوفہ تھا جہاں آپ لیٹ جاتے تھے یہاں کہاں لیٹیں گے" اسکی بات پر زراد کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"یعنی آپکو ٹینشن یہ ہے کہ یہاں صوفہ نہیں ہے" اسے ہنوز بیڈ کے پاس کھڑے دیکھ کر وہ اسکے قریب گیا۔

"چلیں میں نیچے سو جاتا ہوں" اس نے حل بتایا اور کرسی پر پڑا ایک شوپر اٹھایا جس میں اسکا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ تھی۔ اس نے چینج کرنے کی غرض سے نکالیں۔

"نہیں اب اپنے محسن کو میں نیچے تو سونے نہیں دے سکتی۔"

"یعنی اگر میں صرف شوہر ہوتا تو سو جاتا" اسنے مسکراہٹ دباتے پوچھا۔

"نہیں یہ نہیں کہہ رہی" وہ کنفیوز ہوگئی۔

"مطلب آپ اوپر سو جائیں میں نیچے سو جاتی ہوں" اس نے اپنی طرف سے ایک اور حل نکالا جسے زراد نے تو بالکل نہیں ماننا تھا۔

"آپ کو ڈر کس بات کا ہے" اپنے کپڑے بازو پر ڈالے وہ ایک مرتبہ پھر سے اسکی جانب آیا اور سینے پر ہاتھ باندھ کر گہری نظریں اسکے چہرے پر ٹکائے بولا۔

"نہیں تو ڈر تو نہیں ہے" اس نے زور و شور سے اسکی بات کی نفی کی۔

"تو جب آپ کو کوئی ڈر نہیں تو نیچے سوئیں یا میرے ساتھ اوپر پرابلم کیا ہے۔ بیڈ کافی بڑا ہے ہم آرام سے لیٹ جائیں گے۔ میں ابھی بھی صرف محافظ ہی ہوں آپکا۔ کسی اور بات کی ٹینشن مت لیں" یہ اسکی اب تک کی فہمہ کے ساتھ سب سے زیادہ طویل گفتگو تھی۔

وہ بات جو وہ جھجک کے باعث کہہ نہیں پا رہی تھی وہ سمجھ گیا تھا۔

اپنی بات ختم کرتے ساتھ ہی وہ مڑ کر واش روم میں چینج کرنے کے ارادے سے چلا گیا۔

فہمہ نے سکھ کا سانس لیا۔

"بھابھی نے آپکے لیئے بھی ایک سوٹ اس شاپر میں رکھا تھا چینج کرنا چاہئیں تو کریں"

فہمہ نے سر ہلا کر شاپر کا جائزہ لیا اور شکر کرتی کپڑے لے کر اندر چلی گئی۔ وہ سلیو لیس بازوں سے بہت تنگ تھی۔

زراد نے ابھی اس سے اپنی فیلنگز چھپانے کا ارادہ کیا۔ وہ فی الحال پوری ڈیڈیکیشن سے یہ مشن کرنا چاہتا تھا۔

ابھی وہ فہمہ سے کوئی جذباتی وابستگی کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں مہرانسہ کو کسی قسم کا شک نہ ہو جائے۔

جب وہ چینج کر کے باہر آئی تو نظر سامنے بیڈ پر نیم دراز زراد پر پڑی جو موبائل ہاتھ میں لیئے اس پر گانے سننے میں مگن تھا ساتھ ہی ساتھ کچھ ٹائپ بھی کر رہا تھا۔ وہ بیڈ کے دائیں جانب لیٹا ہوا تھا۔ فہما کو بہت عجیب لگ رہا تھا اسکے بائیں جانب جا کر بیٹھنا۔

زراد نے موبائل سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آج رات آپ نے واش روم کی پہرہ داری کرنی ہے کیا" اسے شرمندہ کرنے کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

فہمہ کپڑے شاپر میں ڈال کر آہستہ قدموں سے چلتی بیڈ کی جانب آئی۔ اس وقت وہ وائیٹ اور فیروزی رات کی پرنٹڈ شرٹ اور ٹراوزر میں ہمرنگ دوپٹہ لیئے ہوئے تھی۔

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے تکیہ اٹھایا اور بیڈ کی پائنتی کی جانب رکھا۔

"اس طرف قبلہ رخ ہے" زرداد کی آواز پر اسے تکیہ واپس زرداد کے پاس رکھا

جھجھکتے ہوئے وہ لیٹ گئی۔ جبکہ دل کی حالت عجیب تھی۔ زرداد کی جانب اسکی پشت تھی۔ آج وہ ذہنی طور پر اتنی ریلیکس تھی کہ چند ہی لمحوں میں سو گئی۔

جبکہ زرداد کو اپنے جذبات پر بندھ باندھنا بہت ہی مشکل لگ رہا تھا۔

نیند میں فہمہ نے کروٹ زرداد کی جانب لی۔ جو ابھی بھی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے کوئی ای میل چیک کر رہا تھا۔ یکدم اسکی نظر اسکے سوئے ہوئے وجود پر پڑی۔ محبوب پاس بھی ہو اور محرم بھی تو خود پر قابو پانا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ آج زرداد کو معلوم ہوا تھا۔ اوپر سے

Ed Shareen

کی آواز نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی

You look so wonderful in your dress

I love your hair like that

The way it falls on the side of your neck

Down your shoulders and back

Should this be the last thing I see

I want you to know it's enough for me

Cause all that you are is all that I'll ever need'

I'm so in love, so in love

So in love, so in love

اس نے اب کی بار رشنا کی جانب موڑا جس کی خوبصورت بال اسکی گردن پر لپٹے تھے اور کچھ تکیے پر بکھرے تھے۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ زراوی رہ نہیں سکا اس حسین چہرے کو چھونے پر اکسا رہی تھیں اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے سے بالوں کی لٹیں ہٹائیں۔

اس سے پہلے کے وہ مزید بڑھتا یکدم وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ ابھی اسے کھڑے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سفیان کی کال آ گئی۔ جس کو تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے ایک ضروری رپورٹ میل کی تھی۔

"ہیلو"

"او کام کے بارے میں جنونی انسان تجھے آج رات بھی کام کی پڑی ہوئی ہے"

اسکے ہیلو کے جواب میں سفیان کا جھنجھلاہٹ سے بھرپور لہجہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"سیفی میاں آج میری ویڈنگ نائٹ نہیں ہے۔"

"میرے خیال میں ابھی کچھ دیر پہلے ہی تیرا نکاح ہوا تھا"

"ہاں مگر فی الحال یہ صرف نکاح ہے اور یہ وقت کی ضرورت تھا۔ میں نے اسے کسی بھی رشتے میں ابھی نہیں باندھا۔ کیونکہ یہ ہم میں سے کسی کے حق میں بہتر نہیں۔ جب تک یہ کیس ختم نہیں ہو جاتا۔"

اب کی بار سنجیدگی سے زرادو نے سفیان کو اپنا لائحہ عمل بتایا۔

"مطلب میں ابھی تجھے چھیڑنے سے محروم ہی رہوں گا۔ سوچا تھا صبح تیرا اجلا چہرہ دیکھ کر تیری خوب عزت افزائی کروں گا" اسکی دکھ بھری آواز پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ روک پایا۔

"میری جان میں روز صبح منہ دھو کر اجلے چہرے کے ساتھ ہی آفس جاتا ہوں" اس نے بھی سفیان کو چڑایا۔

"یہ جان وان تو اب کسی اور کو کہہ"

"وہ تو ابھی میری محبت سے ہی بے خبر ہے۔ جان کہا تو اس نے ویں بے ہوش ہو جانا ہے۔" زرادو نے ہلکا سا رخ موڑ کر سوئی ہوئی فہم کو دیکھا۔

"ہائے ہائے تیرے منہ سے یہ مجنوں والی باتیں سن کر دل میں ٹھنڈک پڑھ رہی ہے"

"اب تو فون بند کر اس سے پہلے کہ یہ بھی اٹھ کر تجھے ٹھنڈا کر دیں" زرادو نے اسکا دھیان خود پر سے ہٹایا۔

"بیٹا وہ دن دور نہیں جب میری یہ بھی تجھے ٹھنڈا کرے گی" سفیان نے دھمکی دی۔

"اوکے ڈیر انجوائے یور ونلی ویڈنگ نائٹ" سفیان کی دل جلانے والے جملے نے ایک مرتبہ پھر اسے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"بک بک نہ کرو" اس نے ہنستے ہوئے موبائل بند کیا۔ لائٹ بند کی اور بیڈ پر واپس آ کر فہما پر ایک بھی نگاہ ڈالے بنا آنکھوں پر بازو رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ کتنے مضبوط اعصاب کا مالک تھا آج وہ خود یہ جان کر حیران تھا۔ جو کنوئیں کے پاس آ کر بھی پیاسا تھا۔

اگلے دن صبح جب وہ اٹھی تو اسکا پاؤں زرار کی ٹانگ پر دھرا تھا۔ اس نے بے اختیار زرار کی جانب دیکھا جو اسکے پاس ہی نیم دراز اخبار پڑھنے میں مگن تھا۔

فہما نے شرمندہ ہوتے اپنا پاؤں ہٹایا یوں سمیٹے اور تیزی سے واش روم کی جانب بڑھی۔

زرار زیر لب مسکرایا۔ جیسے ہی وہ واش روم سے نکلی زرار کرسیوں پر بیٹھا تھا سامنے ٹیبل پر ناشتے کی چیزیں دھری تھیں۔ وہ اسی کا ویٹ کر رہا تھا۔

"آئیں" اسے باہر نکلتے دیکھ کر زرار نے اپنے سامنے پڑی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

اسکے بیٹھتے ہی زرار نے ایک ایک اور سلائس اسکی پلیٹ میں ڈالے اور کھانے کا اشارہ کیا۔ خود بھی وہ بریڈ پر مارجرین لگا کر کھانے لگا۔

"ایک عورت کی موجودگی میں چائے بنانا ایک مرد کو زیب نہیں دیتا۔" اسکے جتانے پر فہما پر گھڑوں پانی پڑا۔ اس نے جلدی سے کپ سیدھے کر کے اس میں چائے ڈالی۔

"شوگر" وہ سر جھکائے سب کام کر رہی تھی پھر بھی جانتی تھی کہ وہ اسکی گہری نگاہوں کی زد میں ہے۔

"ون ٹی اسپون" اسکے کہتے ہی فہما نے چینی ہلا کر کپ اسکے سامنے رکھا

"تھینکس" چائے پیتے ساتھ ہی وہ اسے لیئے واپسی کے لیئے نکلا۔

وہ جو سر جھکائے اسکے پیچھے چل رہی تھی اور اب تک اپنی حرکتوں پر شرمندہ ہو رہی تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ کب لفٹ کے سامنے رکا۔ وہ اپنی سیدھ میں چلتی یک لخت اس کی پشت سے ٹکرائی۔

زراد نے بھی حیرت سے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

"اف اور کتنا شرمندہ ہونا پڑے گا اس شخص کے سامنے" خود پر ملامت کرتے ہوئے اس نے سوچا۔

"سوری" سر اٹھا کر بے چارگی سے کہا۔

"بہکنا تو مجھے چاہیئے حواس آپکے اڑے ہوئے ہیں"

"جی" اسکی ذو معنی بات پر حیرت سے اس نے زراد کو دیکھا۔

"کچھ نہیں" کہتے ساتھ ہی وہ اسکا ہاتھ پکڑے لفٹ کے اندر داخل ہوا۔

جیسے ہی گاڑی مہر لنساء کے گھر کے آگے رکی۔ فہما نے اترنے سے پہلے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ آج رات آئیں گے نا" اسکی خدشوں سے بھری آواز پر وہ بے ساختہ مسکرایا اور فہما کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"آپکو اپنی عزت بنایا ہے اور عزت کو ہم بیچ راستے میں نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اسکی اور بھی حفاظت کرتے ہیں میں آؤں گا" اسکے الفاظ پر فہما کے چہرے پر سکون اترا۔

"اللہ حافظ" کہتے ساتھ ہی وہ اتر گئی

اس رات جب زراد آیا تو اس نے فہما کو باہر لے جانے کی بجائے وہیں ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مہر النساء انہیں اسی کمرے میں لے گئی کاریڈور کے آخر والے کمرے کی جانب۔

کمرے میں جا کر فہما تو نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی جبکہ زراد کمرے کے فرش کا جائزہ لینے لگا۔ فہما نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو حیرت سے زراد کو دیکھنے لگی جو اب کمرے میں بچھی رگ کو اٹھا رہا تھا۔ فہما چونکہ اب اسکے سیکرٹ ایجنٹ والے اور کمانڈو ہونے کے راز سے واقف ہو گئی تھی لہذا اسکے سامنے اپنے مشن کی ایکشیوٹیز کرنے میں اسے کوئی مسئلہ اب درپیش نہیں تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں" فہما نے حیرانگی سے اس سے پوچھا

"ششش" زراد نے اسے غصے سے گھورا۔

"آہستہ بولیں" اپنی آواز بھی آہستہ رکھتے ہوئے اس نے اسے تنبیہ کی۔

پھر موبائل اور ڈیٹا کیبل نکال کر فہما کو دی۔

"اسے اس اسٹیریو کے ساتھ لگا کر اس میں سے کوئی سونگ سلیکٹ کریں پھر یہ والا لگائیں اور آواز تھوڑی اونچی کر دیں۔" اس نے وہاں پر رکھے اسٹیریو کی جانب اشارہ کیا اور ایک گانا سلیکٹ کر کے اسے لگانے کو کہا۔

فہما نے ڈیٹا کیبل کی ایک سائیڈ موبائل کے ساتھ لگائی اور دوسری اسٹیریو کے ساتھ اور گانا چلا کر آواز اونچی کر دی۔

کمرے میں

Alex Band

کے

Only one

کی آواز گونجنے لگی

۔زرادنے رگ کو سائیڈ پر ہٹانا چاہا تو فہمانے بھی اسکی مدد کی۔جیسے ہی وہ رگ ہٹی زرادنے وہاں کے فرش کو ہلکا سا دبایا تو وہ کھل گیا۔

فہما کا تو منہ کھل گیا وہ فرش نہیں لکڑی کا ایک پیس تھا۔جو کہ تہہ خانہ تھا مگر بالکل ایسے پینٹ کیا گیا تھا کہ فرش کا حصہ ہی معلوم ہوتا تھا۔

"آپکا موبائل کہاں ہے"زراد کے کہنے پر وہ جلدی سے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا لائی۔

زرادنے اسکی ٹارچ روشن کی اور آہستہ سے اس تہہ خانے میں اترا تین چار سیڑھیاں بنائیں گئیں تھیں۔

کچھ دیر اندر کا سارا جائزہ لے کر زراد باہر آگیا۔

اور واپس ہر چیز کو ویسے ہی ابھی سیٹ کیا ہی تھا کہ دروازے پر ناک ہوا اس نے فہم کو فورا بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور چادر اوڑھنے کو کہا جبکہ خود جلدی سے اپنے بال بکھرائے اور شرٹ اتاری جس کے نیچے بنیان تھی۔ آج اس نے ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔

دروازے کی جانب بڑھا۔

"کون ہے" بھاری آواز بنا کر بولا۔ اور ساتھ ہی دروازہ ان لاک کیا۔

"وہ سرکار معذرت اندر سے گانوں کی آواز آ رہی تھی پہلے کبھی ایسا ہوا نہیں تو میں نے سوچا پوچھ لوں"

زراد کے غصیلے تیور دیکھ کر مہر النساء بھی گھبرا گئی۔

"اگر آپکو کوئی پرابلم ہے تو آئندہ میں یہاں نہیں ٹھہروں گا۔ اور ویسے بھی گانے لگانے سے آپکو کیا مسئلہ ہے ہماری مرضی ہم جیسے بھی اس کمرے میں اس وقت رہیں" زراد نے غصے سے کہا۔

"ارے نہیں نہیں معافی چاہتی ہوں۔ آپ پلیز خفا مت ہوں" زراد کی خفگی دیکھ کر اسکے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"اجازت ہو تو دروازہ بند کر دوں" زراد نے اسے وہیں پر اجمان دیکھ کر طنز کیا۔

"جی جی" کہتے ساتھ ہی وہ چلی گئی اور زراد نے بھی دروازہ بند کیا۔

فہام آنکھیں ادھر ادھر گھماتی سے دیکھنے سے احتراز کر رہی تھی۔

زراد اسکی اڑی شکل دیکھ کر زیرِ لب مسکرایا۔

اور شرٹ اٹھا کر پہننے لگا۔

"یہ حرکت ضروری تھی کیا" اب اس نے خطرناک تیوروں سے اسکی شرٹ والی حرکت کی جانب اشارہ کیا۔

"بہت ضروری تھی" زراد نے شرارتی مسکراہٹ سے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ واقعی اتنی معصوم ہیں یا بنتی ہیں" زراد کو اسے چڑانے میں مزہ آ رہا تھا۔ غصے سے اسکی پھولی شکل زراد کو اور بھی کیوٹ لگ رہی تھی۔

"جی نہیں میں بہت معصوم ہوں۔" اس کی توقع کے عین مطابق اس نے پھولے منہ سے ہی جواب دیا

"اچھا سنیں"

"زرا دو نام ہے میرا" اسکے سنیں کہنے پر اس نے چڑ کر کہا۔

"میں نہیں لے سکتی" اس نے جلدی سے کہا

"کیوں آپکو کیا مسئلہ ہے وہ اچنبھے سے پوچھتا خود بھی بیڈ پر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

اپنے آپ میں مگن قبا نے غور نہیں کیا۔

"یہ بحث ہم بعد میں کر سکتے ہیں" اس نے پھر تیوری چڑھائی

اسے یکدم سفیان کی بات یاد آئی۔

"بیٹا وہ نہ صرف پیدا ہو چکی ہو گی بلکہ جلد ہی تجھے نکیل بھی ڈالے گی"

"آ گئی ہے مجھ پر رعب ڈالنے والی"

وہ دل میں سیفی سے مخاطب ہوا

"اچھا بتائیں کیا کہنا چاہ رہی ہیں"

"آپ نے نیچے کیا دیکھا ہے میں نے بھی دیکھنا ہے"

اس نے بے جتے سے کہا

"پانی کی پائپ ٹھیک کرنے گیا تھا۔" غیر سنجیدگی سے کہتے وہ بیڈ کے بائیں جانب آیا اور تکیہ سیدھا کر کے لیٹنے لگا۔

"جی نہیں ایسا کچھ نہیں تھا میری تسلی بتائیں نا مجھے بہت تجسس ہو رہا ہے میں نے بھی دیکھنا ہے نا"

اسکی فضول ضد نے اسے غصہ دلایا۔

"یہ کوئی ہارر موویٰ تھوڑی ہے کہ نیچے کھوپڑیاں ہیں۔ جو میں آپکو دکھانے لے جاؤں اور جو بھی ہے وہ میں آپکو نہیں بتا سکتا۔ سوچ کر کے سو جائیں"

اسے ڈپٹ کر وہ اسٹیریو کی جانب گیا اور گانے بند کر کے اپنا موبائل لیئے واپس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"پلیز تا میں آپکی کچھ لگتی ہوں" اس نے جیسے اسے اپنا اور اسکا رشتہ یاد کروایا۔ وہ جو موبائل پر سیفی کو اپنے اندازے کے صحیح ہونے کا میسج کر رہا تھا۔ اسی کمرے میں تہہ خانہ ہے جہاں خشیت چھپائی جاتی ہیں۔

کچھ دن پہلے جب وہ فہد کے ساتھ اس کمرے میں تھا تو چلتے ہوئے اسے رگ کے نیچے کا فرش باقی فرش کی نسبت مختلف محسوس ہوا۔

سیکرٹ ایجنٹس کے تو کان بھی اس قدر تیز ہوتے ہیں کہ ہوا کی جنبش کو بھی سن لیتے ہیں۔

اسے بھی اپنے جوتوں کی آواز سن رگ پر آکر مختلف محسوس ہوئی۔

اگلے دن اس نے بار بار پاؤں تھپ تھپ کر ہر جگہ کو محسوس کیا۔ اور اسے شک گزرا کہ جس جگہ رگ ہے وہ جگہ لکڑی اور آج اسکے شک کی تصدیق ہو گئی تھی۔

فہد کی بات پر مسکرایا۔

"مسئلہ کیا لگتی ہیں" اس نے ٹائپ کرتے کرتے پوچھا۔

"آپکو نہیں پتہ کیا" وہ جو بڑے مزے سے اسے منانے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔ اسکی بات پر نظریں جھکا گئی۔

"نہیں مجھے نہیں پتہ۔" اس نے اسی انداز میں کہا۔

"پلیز نہ مجھے بھی دیکھنا ہے نہیں تو میں کل یہاں آکر خود ہی چیک کر لوں گی۔" اس نے زراد کو دھمکی دی۔

"خبردار جو آپ نے کسی بھی قسم کی حماقت کی۔ آپ اتنی بچی نہیں ہیں اچھی طرح جان چکی ہیں کہ میں کسی مقصد کے تحت یہاں آیا ہوں۔ میں ہرگز آپکو نہیں بتا سکتا میری جاب ایسی ہے کہ میں اسکی باتیں کسی سے ڈسکس نہیں کر سکتا اون اپنی بیوی سے بھی نہیں فضول کی بلیک میلنگ کرنے کی کوشش مت کریں" اسکی بات پر بمشکل اس نے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔

"سوری" اسے بھی اپنی غلطی کا اندازہ ہوا۔

"اٹس اوکے اب بیٹھیں آپ"

"سنیں" اسکی سنیں پر اب کی بار زراد نے کوفت سے دیکھا۔

اس نے زراد کے تیور دیکھ کر جلدی سے کہا "آخری بات"

"جی 007 کی جانشین پوچھیں" اسکے طنز پہ وہ مسکرائی۔

"میں نے اس پورے گھر میں ہر کمرے میں عجیب سی ایک سمیل دیکھی ہے کیا اب بتا سکتے ہیں کہ وہ کیا ہے"

"شراب کی سمیل ہے" اسکی بات پر اس کا منہ حیرت سے کھلا۔

"اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے جو لوگ اس قدر گھٹیا کام کرتے ہیں آپکے خیال میں شراب نہیں پیتے ہوں گے۔" اس نے اسکی حیرت زدہ آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں میں اس بات پر حیران ہوں کہ آپکو کیسے پتہ کیا آپ نے پی ہے"

اسکی بات پر اس نے دائیں ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"ہر چیز کو جاننے کے لیئے اسکا تجربہ کرنا ضروری نہیں۔ اب آپ یہ کہیں گی کہ میں جو اتنے دن سے یہاں موجود ہوں یقیناً پہلے بھی یہاں آتا ہوں گا اور کال گرلز سے میرے تعلقات ہوں گے" اسکی سوچ کو پڑھتے ہوئے وہ بولا۔

"بالکل"

"تو یہ کہ یہاں بھی آپکا اندازہ غلط ہے میرا یہاں آنا فرسٹ ایکسپیرینس ہے۔ اب اگر میرا انٹرویو پورا ہو گیا ہے تو آپ سو جائیں مہربانی کر کے۔

کتنی مشکل سے وہ خود کو اسکے سامنے کنٹرول کرتا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا اور وہ تھی کہ ہر لمحہ اسکا امتحان لینے پر تلی رہتی تھی۔ اسکے ساتھ ایک کمرے میں رہتے بار بار اپنے اور اسکے درمیان رشتے کا احساس ستاتا تھا۔

اب کی بار وہ خاموشی سے لیٹ گئی۔ اور زراد نے بھی شکر کیا

زراد نے کچھ دیر بعد اٹھ کر لائٹ آف کی اور نائٹ بلب آن کیا۔

واپس آ کر جب وہ اپنی جگہ لیٹا تب اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے فہما کے گھنے بالوں والے سر پر ہولے سے اپنے لب رکھ دیئے۔

اور پھر اپنے فیورٹ گانے

Someone like you

کی چند لائنیں گنگنائیں

I wish nothing but the best for you

پھر سیدھے ہو کر تکیے پر سر رکھا ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کر اسکی جانب دیکھا جو اسکے جذبات سے بے خبر بے فکری کی نیند لے رہی تھی۔زراو نے کروٹ لے کر اپنے جذبات کو چھپایا

"یار کچھ ہی دنوں میں اسکے ہیروئنز کے ٹرک سرحد پار جا رہے ہیں "زراد سفیان کی طرف گیا ہوا تھا۔جہاں وہ دونوں اس بات چیت کا ذکر کر رہے تھے جو مہر النساء کی کوٹھی میں ہو رہی تھی۔جہاں مختلف کمروں میں زراد ٹیکرو فونز فٹ کر کے آیا ہوا تھا۔

سفیان کا کام آجکل وہں کی گفتگو کو سننا اور پھر زراد کو اسکے اگلے عمل کی رپورٹ دینا ہے۔

"ہمم۔۔۔وہ تو انشا اللہ وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔تم ایک کام کرو صفدر اور راحیل سے کہو کے اوپر تک اس کی اطلاع کریں۔اس کمرے کے فون سیٹ کے ساتھ جو مائیکرو فون لگا یا تھا اس سے تم نے اس پر آنے والی کالز کے نمبر ٹریس کروائے ہیں؟"وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے لیپ ٹاپ پر کام کر رہے تھے۔

"ہاں میں تمہیں نمبر دیتا ہوں اسکی کالز اور میسجز ابھی سیمبھ تمہیں ای میل کرتا ہے"

سفیان نے تیزی سے ٹائپ کرتے ہوئے کسی نمبر پر میسج سینڈ کیا۔

تھوڑی دیر بعد اسکے موبائل پر میسج آیا۔

"یہ نوٹ کرو۔ای میل آئی "اسے جیند فری نکالتے دیکھ کر سفیان نے پوچھا۔

"ہاں "اس نے مختصراً کہہ کر کالز سننا شروع کیں۔جن میں مختلف ٹرکس کا نمبر بتایا گیا تھا جنہوں نے سرحد پار منشیات سپلائی کروانی تھیں۔

"تم نمبر نوٹ کرو جو میں لکھوا رہا ہوں اور ابھی انہیں راحیل اور صفدر کو سینڈ کرو جو ہر چوکی پر اس دن تاکے لگوائیں جس دن یہ وہاں سے گزریں گے" جب یہ ٹرک وہاں سے گزریں گے اور ان ٹرکوں کی تلاشی لازمی کروائیں

ٹھیک ہے" زراد نمبر بولتا جا رہا تھا اور سفیان انہیں موبائل پر سیو کرتا جا رہا تھا"

یار یہ سرمد چودھری تو آل ریڈی میری ہٹ لسٹ پر تھا۔ مجھے آئیڈیا نہیں تھا کہ منشیات باہر پہنچانے کے چکر میں بھی یہ انوالو ہو گا" زراد نے کال سنتے ہوئے کہا جس میں سرمد چودھری کی آواز سنتے ہی زراد نے اسے پہچان لیا تھا۔ زراد نے اسکا" یہ نمبر اپنے موبائل میں بھی سیو کر لیا

"یار یہ وہی ہے نا جو پہلے بھی ایک مرتبہ کراچی میں ہونے والی دہشتگردی کے ایک کیس میں پکڑا گیا تھا اور پھر کچھ عرصے بعد باہر آگیا تھا" سفیان کو بھی اسکا ایک کیس یاد آیا۔

"بالکل وہی ہے مگر اس مرتبہ یہ بچے گا نہیں زندہ یا مردہ کسی بھی صورت میں اسے پکڑنا ہے۔ تم اسکے نمبر سے اسکا ایڈریس ٹریس کرو۔ مجھے شک ہے کہ لڑکیاں اسمگل کرنے والے کیس کے پیچھے بھی یہی ہے" زراد نے کچھ سوچتے ہوئے سفیان سے کہا

"کب ختم ہونا ہے آپ دونوں کا یہ کام" شہزا چائے کے کپ ٹرے میں رکھے کمرے میں آتے ہوئے بولی۔

"تم جیو ہزاروں سال بھابھی" زراد نے پیار سے فری اٹھاتے کپ تھاما اور شہزا کو دعائیں دیں۔

"آپ ہمیں یہ موقع کب دے رہے ہیں جب ہم فہما کو ایسے دعائیں دیں" شہزا ان دونوں کو چائے سرو کر کے اپنا کپ تھامے انکے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

اسکی بات پر ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر ٹھہری۔

"اوئے ہوئے دیکھنا شہزادہ یہ جیلس کر رہا ہے" سفیان کو تو اسے چھیڑنے کی موقع چاہیئے تھا۔

"بک بک بند کر" زرداد نے اسکے کندھے پر دھموکا جڑتے ہوئے کہا

"آج دربار یار میں حاضری نہیں دینی۔"

سفیان اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

"نہیں یار آج سر کو یہ ساری انفارمیشن رپورٹ کی صورت میں دینی ہے یہاں سے سیدھا گھر جاؤں گا۔"

شہزاد نے تجسس سے پوچھا "بھائی آخر آپ کب اپنے نکاح کا ڈکلیئر کریں گے"

"بھئی ابھی تو نہیں اس کیس کے ختم ہونے کے بعد یقیناً ابھی میں نے کوئی بھی بات لیک آؤٹ کی تو فہد کے لیے بہت مشکل کھڑی ہو جائے گی۔ فی الحال میں ابھی ان لڑکیوں کا سراغ حاصل کرنا چاہتا ہوں جنہیں یہ لوگ باہر اسمگل کرنے کے چکر میں ہیں۔ منشیات کے اڈے کا تو پتہ چل گیا ہے۔ اس جگہ کا ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا

❤

رات میں وہ بیٹھا ابھی رپورٹ فائنل کر رہا تھا کہ موبائل پر واٹس ایپ میں میسج بلنک ہوا۔

اس نے چیک کیا تو فہما کا میسج تھا۔ اس نے وقت دیکھا تو رات کے دو بج چکے تھے وہ سفیان کے گھر سے واپس آ کر اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ فہما کو بتانے کا ٹائم نہیں ملا کہ آج اس نے نہیں آنا۔

رپورٹ تقریباً بن چکی تھی سو وہ بھی ریلیکس ہو کر اسکا میسج پڑھ رہا تھا۔

"اسلام علیکم آج آپ نے نہیں آنا تھا؟" اسکا میسج پڑھتے ہی ایک خوشگوار سا احساس اسے اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

"وعلیکم سلام۔ بس کچھ کام تھا سو میں آ نہیں سکا۔ کال کر سکتا ہوں ابھی آپکو" میل باکس کھولتے اس نے فہما کو میسج کیا۔

اسکا میسج آتے ہی زرداد نے کال کی۔

"اسلام علیکم" زرداد کی گھمبیر آواز سنتے ہی فہما کے دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔ دونوں ایک دوسرے پر اپنے دل کی حالت آشکار نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایک قرض کی ادائیگی کے باعث اور دوسرا احسان کے زیر اثر۔

"وعلیکم سلام آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ نے آج نہیں آنا"

"سوری ڈیئر بس کام میں بزی تھا سو آپکو میسج نہیں کر سکا آپ بتائیں سب ٹھیک ہے نا۔ کوئی ٹینشن کی تو بات نہیں نا آپکی طرف" اسکے پوچھنے پر اسکا دل کیا کہے ٹینشن ہی ٹینشن ہے تمہارے ساتھ مجھے یہ جہنم بھی جنت لگتی ہے اور جب تم نہیں ہوتے تو بے سائبانی کا احساس گہرا ہو جاتا ہے۔ تمہارے وجود کی احساس سے جو تحفظ ملتا ہے تمہاری غیر موجودگی میں غیر محفوظ ہونے کا احساس دوچند ہو جاتا ہے۔

مگر وہ یہ سب صرف سوچ سکی۔

"ٹھیک ہے سب آپ کیا کر رہے تھے۔" آہستہ سے اس نے پوچھا۔

"ایک رپورٹ تیار کر رہا تھا بس اسی میں ٹائم کا پتہ نہیں چلا" رپورٹ کو ای میل میں اٹیچ کرتے اس نے سینڈنگ کا بٹن دبایا اور پھر لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ کر پوری طرح کال کی جانب متوجہ ہوا۔

"سوری میں نے آپکو ڈسٹرب کر دیا۔ میں فون رکھتی ہوں آپ اپنا کام کر لیں" اس نے شرمندگی سے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں آں جذباتی لڑکی سن تو لیں۔ میرا کام ختم ہو چکا ہے تبھی آپکو کال کی ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ اتنی تو فرینکنیس تھی نہیں کہ لمبی لمبی باتیں کرتے۔ دونوں کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہیں۔

"آپ اتنی دیر تک کیوں جاگ رہی تھیں۔" آخر زراد نے خاموشی توڑی۔

"بس آپکا ویٹ کر رہی تھی پھر نیند نہیں آئی تو سوچا آپکو میسج کر کے پوچھوں۔ آپکی فکر ہو رہی تھی" اس نے سادگی سے بتایا یہ جانے بغیر کے اسکے سادہ جملے نے کسی کے دل کی دنیا میں ہلچل مچا دی ہے۔

"تھینکس فار دس کنسرن" زراد کے کہنے پر بے اختیار آنسو اسکی آنکھوں میں جھلملائے۔

زراد نے اسکے جواب کا انتظار کیا مگر دوسری جانب کی طویل ہوتی خاموشی نے اسے تشویش میں مبتلا کیا۔

"فہم آر یو دیر" اسکے پوچھنے پر سسکی صرف ہوں کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے آپ بات کیوں نہیں کر رہیں۔ نیند آ رہی ہے کیا" اسکے پوچھنے پر دوسری جانب سسکیوں کی آواز سنائی دی۔

"فہم کیا مسئلہ ہے بات کریں پریشان کیوں کر رہی ہیں۔ اوہ یہ ـــــ یہ آپ رو رہی ہیں" اس نے جھنجھلاہٹ سے کہا۔

" آپکے بغیر بہت ڈر لگ رہا ہے یہاں " اسکی روتی ہوئی آواز میں نکلے الفاظ نے کتنی دیر زراد کو سن کر دیے۔

"ہنی ایسے نہیں کرتے۔۔۔ میں کل مسٹ آؤں گا۔ ایسے مت روئیں یار" زراد نے بے بسی سے کہا کچھ دیر لگی اسے سنبھلنے میں۔

"نہیں میں یہ نہیں کہہ رہی بس پتہ نہیں کیوں آپ پاس ہوتے ہیں تو سب ٹھیک لگتا ہے۔ مگر ابھی پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اف میں پتہ نہیں کیا بول رہی ہوں آئم سوری۔۔ میں نے آپکو بھی پریشان کر دیا۔ مجھے سمجھنا چاہیے کہ آپ یہاں کسی مقصد سے آئے تھے مجھے بار بار آپکو اپنے لیئے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیئے۔ سوری" وہ پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی۔ اپنے بے تکلف ہونے پر شاید وہ شرمندہ ہو رہی تھی یا پھر کوئی اور احساس تھا جسے وہ زراد تک پہنچانا نہیں چاہتی تھی مگر اسکی بے ترتیب باتیں پہنچ گئیں تھیں۔ بولتے بولتے اس نے خود ہی فون بند کر دیا۔

"اف یہ میں کیا کر رہی ہوں کیوں ایک بندے کے احسان کو کوئی اور رنگ دینے لگی ہوں۔ وہ کیوں مجھ جیسی لڑکی سے محبت کرے گا" قہر اپنی حماقت پر سر پکڑے بیٹھی تھی۔ زراد کی آواز سنتے ہی وہ خود پر سے اختیار کھو بیٹھی تھی۔

ابھی اسے فون بند کیئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ زراد کی پھر سے کال آ ئی۔

"کیا کروں" اب اسے گھبراہٹ شروع ہو گئی۔

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون پک کیا۔

"فون کیوں بند کیا آپ نے" زراد کی سنجیدہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

"مجھے لگا میں آپکا ٹائم ویسٹ کر رہی ہوں" اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایسا کچھ کہا آپکو" اس نے الٹا سوال کیا۔

"نہیں"

"تو پھر۔ فہم جو لوگ رشتوں میں خود سے مفروضے گڑھ لیتے ہیں نا وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ آپ نے کبھی بھی مجھے ڈسٹرب نہیں کیا۔ اگر آپکا ساتھ میرے لیئے ناگوار ہوتا تو میں کبھی بھی آپ سے نکاح نہ کرتا۔ اللہ اور اسکے رسول کو گواہ بنا کر یہ ذمہ داری میں نے اٹھائی ہے آپکو پتہ ہے بغیر کسی وجہ کے اپنی بیوی کو چھوڑ دینے کا کتنا گناہ ہے۔ آپکے خیال میں یہاں سے نکلنے کے بعد میں آپکو چھوڑ دوں گا تو انتہائی غلط خیال ہے آپکا۔ آپ میری منکوحہ ہیں انشاءاللہ بیوی بھی آپ ہی بنیں گی۔ ہر طرح کے خدشے کو اپنے دل سے نکال دیں۔" اسکی پریشان حالت اور خدشوں نے زراد کو باور کروایا کہ اسے اس رشتے اور اپنے ساتھ کا یقین دلانا اب ضروری ہو چکا ہے۔ ہذا بہت سیقے سے اس نے فہم کے خدشوں کا جواب دیا۔

"میرا نہیں خیال کے اس سے زیادہ واضح فی الحال مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ یہ نکاح میری اپنی ایما پر ہوا تھا اور میں نے ہی بھابھی کو کہا تھا وہ سب سچویشن کریٹ کرنے کے لیئے۔ اور ایسا کیوں کیا تھا وہ میں آپکو کبھی روبرو بتاؤں گا۔" زراد نے مبہم الفاظ میں فہما کو احساس دلایا کہ انکا رشتہ صرف احسان میں پنہا ہوا نہیں ہے۔

"اب کیوں خاموش ہیں پھر سے تو نہیں رو رہیں" اس نے پھر سے اسکے خاموش ہونے پر فکرمندی سے پوچھا۔

"نہیں بس ویسے ہی" زراد کا اتنا سا اظہار بھی اسکے ہاتھ پاؤں پھلانے کے لیئے کافی تھا۔

اسکا میٹھا فکروں میں گھرا لہجہ اسکی دھڑکن بڑھا گیا "اب تو ڈر نہیں لگ رہا۔ کہتی ہیں تو میں آجاؤں"

"نہیں نہیں۔۔۔ اب بہت ٹائم ہو چکا ہے۔ میں ٹھیک ہوں اب۔ ڈر نہیں لگ رہا" اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا جو ڈھائی بجا رہی تھی۔

"گڈ۔۔۔۔ اب لائٹ آف کریں اور بیڈ پر لیٹیں میں فون پر ہی ہوں"

"نہیں میں فون بند کرتی ہوں آپ بھی سو جائیں صبح آفس جانا ہوگا" اب اس بار فہما نے فکرمندی سے کہا۔

"جیسا آپکو کہا ہے ویسا کریں" اس نے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

فہما نے خاموشی سے لائٹ آف کی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ دوسری جانب زرداد نے بھی یہی عمل دہرایا۔

"میں لیٹ گئی ہوں اب" فہما کی آواز ابھری۔

"گڈ میں بھی اب لیٹ گیا ہوں۔ ایک کام کرتے ہیں میں آپکو ویڈیو کال کرتا ہوں باتیں کرتے ہیں پھر جب آپ سو جائیں گی تو میں بھی سو جاؤں گا۔" فہما کو زرداد کی بات سن کر اسے زرداد پر بے حد پیار آیا۔ اللہ نے کتنا اچھا انسان اسکی قسمت میں لکھا تھا۔

"نہیں نا پھر آپ آفس کیسے جائیں گے۔" اس نے تشویش سے کہا۔

"ڈیئر ہمیں دن رات کئی کئی گھنٹے جاگنے کی پریکٹس ہے ڈونٹ وری اور پلیز اتنا سب کہنے کے بعد بھی اب اگر آپ مجھ سے فارمل ہوئی نا تو بہت بری طرح پیش آؤں گا میں آپکے ساتھ۔ بس یہ یاد رکھیں اب آپ اپنے شوہر سے بات کر رہی ہیں۔ کچھ بھی آپ کبھی بھی اور کسی بھی وقت شئیر کر سکتی ہیں۔ دن اور رات کا سوچے بنا۔ گوٹ اٹ" اسکے پیار بھرے لہجے نے فہما کی آنکھیں پھر سے نم کیں۔

"جی"

"گڈ میں فون بند کر کے آپکو ویڈیو کال کرتا ہوں"

اس نے ساتھ ہی کال کاٹ دی۔

اور ویڈیو کال کی۔

فہما نے کال اٹینڈ کی تو نائٹ بلب کی روشنی میں نظر آتی زراد کی تصویر اسکا دل دھڑکا گئی۔

دوسری جانب بھی یہی حالت تھی۔

"اب اپنا تکیہ ٹھیک کریں اور سیٹ جائیں" اسکو کہتے ساتھ ہی زراد نے بھی موبائل دوسرے تکیے کے سہارے سیدھا رکھا اور اپنے پیچھے تکیہ سیدھا کر کے رکھتے اس پر کہنی فولڈ کی اور ہاتھ کی ہتھیلی کو سر کے نیچے رکھ کر نیم دراز ہوا۔

جبکہ فہما تکیے پر سر رکھے نگاہیں سکرین پر جمائے اسے دیکھ رہی تھی۔

احسن سے نکل کر ایک خوبصورت رشتے کے حوالے سے زراد کو سوچنا الگ ہی کیفیت سے دوچار کر رہا تھا۔

"گڈ گرل" اسے لیٹے دیکھ کر زراد نے مسکرا کر کہا۔

"ناؤ کلوز یور آئیز" اسکے کہتے ساتھ ہی فہما نے آنکھیں بند کیں اور ایک ہاتھ موڑ کر آنکھوں پر بھی رکھ لیا۔

"آپ بعد میں بھی اتنی سعادت مندی کا مظاہرہ کریں گی۔" اسکی حرکت پر زراد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑی تو شرارت سے بولا۔

"اب اگر آپ کی بات نہ مانتی تو آپ نے ڈانٹنا تھا۔"

اسکے کچھ دیر پہلے کے ڈانٹنے کی وجہ سے وہ اب کی بار خاموشی سے اسکی بات مان گئی تھی۔ آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر خفگی بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"؟؟؟یعنی آپ مجھ سے ڈرتی ہیں" اس نے پھر شرارت سے کہا۔

"بہت زیادہ"

"یہ تو میرے لیئے پس پوائنٹ ہے پھر" ابھی بھی زراد کا لہجہ شرارتی تھا۔

"ایک بات یاد آئی" فہما نے اٹھتے ہوئے جوش سے کہا

"شکر میں ابھی تک یہی سوچ رہا تھا آج مس زیروزیروسیون کو کوئی تجسس بھری بات کیوں نہیں یاد آئی" اسنے مسکراتے لہجے میں کہا۔

"آپ نے اپنے گھر والوں کو اس نکاح کا بتایا ہوا ہے کیا۔ آپکے گھر میں کون کون ہوتا ہے" فہما کی بات پر ایک سایہ اسکے چہرے پر لہرایا

"چار سال پہلے حج کے دوران میرے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوگئی تھی۔ اور میں انکی اکلوتی اولاد ہوں۔ اپنے کام کی وجہ سے میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا کہ چچا تایا اور ماموؤں کی فیملی سے مل سکوں سو میری اصل فیملی سفیان اور شہزا بھابھی ہی ہیں اور اینچوکل فیملی تو اب آپ سے شروع ہوئی ہے میری" اسکی آخری بات پر فہما کا چہرہ شرم سے تمتما اٹھا۔

"چلیں مس سیکرٹ ایجنٹ بیٹیں اب میں آپکو اپنی ٹریننگ کے کچھ قصے سناتا ہوں" وہ جو جوش میں اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی پھر سے لیٹ گئی۔

زراد نے جان بوجھ کر قصے چھیڑے تا کہ وہ خاموش رہے اور سو جائے۔ اور یہی ہوا ایک قصہ تو اس نے جاگتے ہوئے سنا جبکہ دوسرے کے درمیان میں ہی سو گئی۔

"فہما!" زرادنے آواز دے کر تصدیق کرنی چاہی کہ وہ واقعی سوگئی ہے یا ابھی بھی جاگ رہی ہے۔ مگر اسکی بند آنکھیں اور خاموشی دونوں نے بتایا کہ وہ واقعی سوچکی ہے۔
کتنی ہی دیر زرادمحبت پاش نظروں سے اسکے سوتے ہوئے چہرے کو دیکھتا رہا پھر موبائل پکڑ کر اسکی تصویر پر اپنے لب رکھ دیئے۔
"گڈ نائٹ مائی سویٹ ہارٹ" کہتے ساتھ ہی ایک آخری نگاہ بھر کر اسکو دیکھا اور کال ڈسکنیکٹ کر کے خود بھی سونے کے لیئے لیٹ گیا۔

اگلے دن کام کرتے ہوئے بھی اسکا دھیان فہما کی جانب لگا ہوا تھا۔ اسکا خوف اور ڈر اسے بھول نہیں رہا تھا۔ کتنا اچھوتا احساس ہوتا ہے جب کسی شخص کے لیئے آپکا ہونا اور نہ ہونا اس قدر اہم ہو۔
زرادنے یہ سب پہلی مرتبہ محسوس کیا تھا۔ فہما کی اپنے لیئے خاموش محبت کو وہ جان گیا تھا اور کبھی کبھی لفظوں کی ضرورت نہیں ہوتی محبت اپنے رستے خود ہی بنالیتی ہے ایک دل سے دوسرے دل تک پہنچنے کے لیئے۔ انکے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ دونوں کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑھی اور وہ ایک دوسرے کی محبت کو سمجھ گئے۔
گیارہ بجے کے قریب جب وہ فارغ ہوا تو اس نے فہما کو واٹس ایپ پر واٹس میسج کیا۔
"اسلام علیکم کیسی ہو اب آپ۔۔۔" سینڈ کر کے چائے پینے کے ساتھ ساتھ وہ اسکے ریپلائی کا ویٹ کرنے لگا۔
فہما ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اٹھی تھی۔ واش روم سے باہر آکر زراد کا میسج دیکھ کر خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

جیسے ہی اس نے پلے کا بٹن دبایا۔ زراد کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی۔

وہ اسکی اپنے لیئے اتنی فکر دیکھ کر اپنی قسمت پر رشک کیئے بنا نہ رہ سکی۔

"وعلیکم سلام! میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں کہاں ہیں اور رات کے لیئے بہت بہت تھینکس" اس نے میسج ٹائپ کیا۔

"یڈ نو ہیر یور وائس کین آئی کال یو"

زراد کا میسج آیا۔

"جی" فہما کا جواب سینڈ ہوتے ہی اگلے سیکنڈ میں زراد کی کال آگئی۔

"جی تو اب بتائیں پھر فارمیلٹی میں نے رات میں کیا کہا تھا" اس نے خفگی سے کہا۔

"میں جانتی ہوں پھر بھی مجھے کہہ لینے دیں" فہما کے کہنے پر دوسری جانب کچھ دیر کی خاموشی چھا گئی۔

"سیئیں"

"جی" ناراضگی ہنوز جوں کی توں تھی۔

"اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے" اس نے پریشانی سے کہا

"میں آپ سے پھر بات کرتا ہوں"۔ کہتے ساتھ ہی کال کٹ گئی۔

وہ حیران ہی رہ گئی۔ اتنا غصہ کرنے کی تو بات نہیں تھی۔ ابھی تو اسکی محبت کا یقین بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ خفا بھی ہو گیا۔

اس نے فوراً کال کی مگر زراد نے کاٹ دی۔ وہ اور بھی حیران ہو گئی۔ پھر اس نے ڈھیر سارے سوری کے میسجز

کیئے۔

وہ پریشان دل کے ساتھ کچن میں جانے کے لئیے باہر نکلی تو کچن کے سامنے سارا کے ساتھ عجیب سے پر اسرار چہرے والا شخص نظر آیا۔ شکل سے ہی وہ کوئی وڈیرہ ٹائپ لگ رہا تھا۔

فہما تیزی سے کچن کی جانب مڑی۔

"یہ حسینہ کون ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا" فہما کو دیکھ کر اسکی رال ٹپکی۔

"یہ بھی ہماری ایک نئی لڑکی ہے" سارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہر النساء کہاں ہے اب تو اس سے ملنا ضروری ہو گیا ہے" اس نے معنی خیزی سے کہا۔

فہما جس وقت چائے بنا کر باہر آئی تب تک لاؤنج خالی ہو چکا تھا۔ اس نے شکر کا سانس لیا اور تیزی سے اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی کہ مہر النساء کے کمرے کے سامنے سے گزرتے اپنا نام سن کر ٹھٹھک کر رک گئی۔

"کیوں سوچ رہی ہیں اتنا۔ ملک کمال جیسے لوگ روز روز کسی پر فدا نہیں ہوتے۔ اگر زراد آئے گا تو کہہ دینا کہ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں وہ آج رات تم سے نہیں مل سکتی۔ ویسے بھی اسکے ساتھ اتنا وقت گزار کر اب تو اسکی ساری جھجک ختم ہو گئی ہو گی۔ بس پیسہ کماؤ اور بھیج دو اسکو آج کی رات ملک کے ساتھ" سارا کی بات سن کر وہ اندر تک کانپ گئی۔ یہ کیا ہونے لگا تھا اسکے ساتھ۔

"ٹھیک کہتی ہے تو" مہر النساء نے بھی اسکی تائید کی۔

فہما تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی لاک لگا کر تیزی سے زراد کو فون کیا جو کہ اس نے نہیں اٹھایا۔

وہ بے اختیار بے بسی سے رو پڑی۔

پھر یکدم شزا کا خیال آیا تیزی سے اسے کال کی۔

جیسے ہی اس نے کال پک کی فبہا نے روتے ہوئے سب حال کہہ سنایا۔
"تم فکر مت کرو میں انکے آفس کے پاس ہی ہوں ابھی جا کر انھیں سب بتاتی ہوں کوئی نہ کوئی حل نکالتے ہیں تم گھبراؤ نہیں"۔
شزا نے اسے تسلی دی۔

3>

"ٹھیک ہے سر ہم اسے فائنلائز کر کے آپکو آج شام میں ہی بھجوا دیتے ہیں۔ لیکن سر پلیز ٹرکوں کی تلاشی میں سب کچھ فیئر ہو کسی بڑے کی سفارش نہ آجائے اس مرتبہ" زراد نے سر مصطفیٰ سے کہا۔ ابھی کچھ دیر پہلے جب وہ فبہا سے فون پر بات کر رہا تھا تو سر مصطفیٰ اچانک سرمد چودھری والے کیس کے سلسلے میں زراد سے ضروری ڈسکشن کرنے آگئے۔ لہذا اسے جلدی سے فون بند کرنا پڑا اور اسکی کالز اور میسجز کو بھی اگنور کیا۔
دو دن بعد انہوں نے ٹرکوں پر چھاپا پڑوانا تھا جب انہوں نے سرحد پار کرنی تھی۔
زراد اس بات کو لے کر بہت پریشان تھا کہ سرمد کے پیچھے بہت بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھ تھے جن میں سے کئی نے تو ملک کی بڑی سیٹیں سنبھال رکھیں تھیں۔

تم فکر مت کرو اس مرتبہ چیف خود انوالو ہیں اس کیس میں ہو اکو الٹا لٹکانے کے درپہ ہیں۔ بالکل شفاف چیکنگ ہو گی۔" سر مصطفیٰ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے زراد سے مصافحہ کرتے ہوئے اسے تسلی دی

جیسے ہی وہ باہر گئے اسکے پی اے نے کال کی۔

"ہیلو سر ایک خاتون بہت دیر سے باہر بیٹھی ویٹ کر رہی ہیں"

"کیانام ہے"

"سر شزا نام ہے"

"تو بھیجو یار انہیں "شزا کا نام سن کر وہ حیران بھی ہوا اور پریشان بھی۔ وہ کبھی اسکے آفس نہیں آئی تھی۔ وہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اسکے لیئے دروازہ کھولا۔

"اسلام علیکم بھا بھی۔۔۔۔ خیریت ہے "شزا جیسے ہی اندر آئی اس نے استفسار کیا۔

"وعلیکم سلام بھائی بہت گڑبڑ ہو گئی ہے "شزا کی پریشان صورت دیکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی مسئلہ ہے۔

"اور آپ فہما کی کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہے تھے"

"بھا بھی کچھ دیر پہلے ہی میری اس سے بات ہو رہی تھی کہ اچانک سر مصطفیٰ آگئے تو مجھے ڈسکنکٹ کرنی پڑی۔ بس ابھی تو وہ گئے ہیں کہیں کیا مسئلہ ہے۔" زراد نے اسے سائیڈ پر پڑے صوفوں کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

شزا نے ساری بات اسے تفصیل سے بتائی کہ کیسے ملک کمال کی فہما پر نظر پڑی اور آج رات مہر النساء اسے ملک کے ساتھ بھیجنے کا پلین بنا رہی ہے۔

"اس عورت کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔ خیر آپ فکر نہ کریں میں کچھ کرتا ہوں۔" غصے اور اشتعال سے اسکا برا حال تھا۔

"آپ فہما کو تو کال کر دیں پھر اسے ذرا تسلی ہو جائے۔" شزا نے اسے کہا۔

"ڈونٹ وری میں وہیں جا رہا ہوں" اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا جو دو بجا رہی تھی۔

"بھائی پلیز خیال سے"

"ارے بھئی پریشان نہ ہوں بہت طریقے سے ہینڈل کروں گا۔ سوری میں آپ سے کوئی چائے پانی کا پوچھ نہیں سکا" زراد نے معذرت کی۔

"نہیں بھائی پلیز کسی فارمیلٹی میں نہ پڑیں فی الحال ابھی فہما کو اس مسئلے سے نکالنا زیادہ ضروری ہے۔ یہ سب تو چلتا ہی رہے گا۔ آپ پلیز فوراً جائیں اب اسکے پاس" شزا نے اسے کسی بھی فارمیلٹی میں پڑنے سے روکا۔

"آپ آئیں کیسے ہیں میں چھوڑ آتا ہوں آپکو" اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے شزا سے پوچھا

"میں گاڑی پر آئی ہوں آپ میری فکر نہیں کریں۔ میں بس نکلوں گی اب۔۔۔۔ پلیز مجھے بتا ضرور دیجیئے گا کہ جیسے ہی اس مسئلے کا کوئی حل نکلے" شزا کو رہ رہ کر فہما کی روتی ہوئی آواز یاد آ رہی تھی۔

"انشاءاللہ بھئی۔۔۔۔ بس آپ دعا کیجیئے گا۔" زراد نے اپنا لیپ ٹاپ کا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے میں پھر چلتی ہوں" وہ دونوں وہاں سے آگے پیچھے نکلے۔

"میڈم وہ زراد صاحب آئے ہیں" مہرالنساء بیٹھی نیل پالش لگا رہی تھی کہ جواد نے آکر اطلاع دی۔

"آئے ہائے یہ کیوں آ گیا اس وقت۔" زرداد کا نام سن کر وہ بدمزہ ہوئی۔ آج تو وہ کچھ اور ہی پلاننگ کیئے ہوئے تھی۔

"بٹھاؤ اسے ڈرائنگ روم میں" جلدی سے پاؤں جوتی میں اڑستے اٹھی۔ شیشے کے پاس جا کر خود کو دیکھا۔ پھر باہر کی جانب چل پڑی۔

"ارے سرکار خوش آمدید خوش آمدید اس وقت کیسے آنا ہو گیا۔" زرداد کا دل کیا ابھی اس عورت کو شوٹ کر دے جس نے فہمہ کے لیئے ایسی گھٹیا پلیننگ کی ہے۔

"اصل میں مجھے کچھ دنوں کے لیئے اپنے بزنس کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا ہے کچھ پارٹیز اٹینڈ کرنی ہیں اپنے نئے پروجیکٹس کے لیئے۔ تو میں چاہ رہا تھا کہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جاؤں تا کہ مجھے آرڈرز بغیر کسی رکاوٹ کے مل جائیں۔ سمجھ تو گئی ہوں گی آپ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں" اپنے تاثرات کو معنی خیز ہنسی میں چھپاتے وہ بولا۔

"ہاہا ارے کیوں نہیں حضور۔۔۔ ابھی تو آپکی امانت ہے۔ آج اسکی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تو آپ کل آ کر لے جائیے گا اسکو اپنے ساتھ۔" زرداد نے دل ہی دل میں اسکی مکاری کی داد دی۔ ورنہ دل تو کر رہا تھا یہیں سے گھسیٹتا ہوا اس عورت کو لے جائے اور دماغ سیدھا کر دے اسکا۔

"اسکے بھی نخرے شروع ہو گئے ہیں اب" اس نے استہزائیہ مسکراہٹ سے کہا۔

"مجھے آج شام کو ہی نکلنا ہے سو میں کسی قسم کے ایکسکیوزز نہیں سن سکتا۔ اسے ابھی اور اسی وقت بھیجیں میرے ساتھ۔ میں نے یہ نخرے دیکھنے کے پیسے نہیں دیئے تھے۔ خود ہی سیدھا کردوں گا اسکو۔" اس نے دانت پیستے ہوئے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

"جی جی میں بھیجتی ہوں اسے" اسکا غصہ دیکھ کر تو مہر النساء کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھی۔ سامنے سے آتی سارا اس سے ٹکرائی۔

"کیا ہو گیا یہ ہوا کے گھوڑے پر کیوں سوار ہو" اس نے مہر النساء کو تھامتے ہوئے پوچھا۔

"وہ زراد آیا ہے ابھی مہر النساء کو لے جانا چاہتا ہے۔ کہیں جا رہا ہے کہہ رہا ہے دو تین دن اسے ساتھ رکھے گا"

مہر النساء کے تفصیل بتانے پر سارا اندر تک جل کر رہ گئی۔ وہ تو سوچے بیٹھی تھی کہ آج کی رات وہ زراد کے ساتھ گزارے گی۔ مگر۔۔۔۔۔

"اتنی بھی کوئی حسن کی ملکہ نہیں کہ وہ پاگل ہی ہوا جا رہا ہے" اس نے اندر کی کھولن باہر نکالی۔

"اور اس ملک کا کیا ہوگا" اس نے آنکھیں نکالتے مہر النساء کو کہا

"ارے اس نے کون سی اسکی قیمت دے دی ہے۔ ویسے بھی یہ کون سا بھاگی جا رہی ہے چند دن تو رہ گئے ہیں مہینہ ختم ہونے میں پھر تو اسکے اور دام بڑھوائیں گے" اس نے ایک آنکھ دباتے معنی خیزی سے ہنستے ہوئے کہا۔

سارا ہنکارا بھر کر آگے بڑھ گئی۔

مہر النساء تیزی سے قبہ کے کمرے کی جانب بڑھی جو اللہ سے دعا مانگنے اور رونے میں مصروف تھی۔

"اے اللہ پھر سے وہیں کھڑی ہو گئی ہوں جہاں سے آپ نے مجھے بچایا تھا۔ اے اللہ کیا ماں باپ کا دل دکھانے کا جرم اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ میری معافی کو قبول نہیں کر رہے۔ دن رات یہاں اپنی عزت کو بچانے کے خوف میں گزارتی ہوں۔ زرار کی صورت میں ایک نجات ملی تھی مگر لگتا ہے وہ بھی مجھ سے منہ موڑ گیا۔ اے اللہ میری سزا کب ختم ہو گی۔" وہ تڑپ تڑپ کر اللہ سے دعا کر رہی تھی یہ جانے بغیر کے اللہ اپنے بندے پر اسکی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

"چل اٹھ کپڑے باندھ اپنے تجھے جانا ہے دو تین دن کے لیئے" وہ جو کارپٹ پر بیٹھی۔ گھٹنوں پر بازو دھرے رونے میں مصروف تھی۔ مہرالنساء کی کرخت آواز سن کر ڈر گئی۔ اسے لگا کچھ دن پہلے کی کہانی پھر سے دھرائی جا رہی ہے۔ تب تو زرار نے اسے بچایا تھا۔ اب اس درندے سے اسے کون بچائے گا جو صبح ہی اس پر اپنی گندی نظروں کا حصار کھینچ کر گیا تھا۔ وہ یہی سمجھی کے ملک کمال اسے لینے آیا ہے۔ وہ تو جانتی ہی نہیں تھی کہ اللہ نے اسکے محافظ کو سب خبر دے دی ہے۔

"اٹھ بھی جا"

دیکھیں پلیز میرے ساتھ یہ ظلم مت کریں میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔ یوں مجھے کسی کے آگے چارہ بنا کر مت ڈالیں" وہ روتے ہوئے بولی۔

"لو پھر سے پارسائی کا دورہ پڑا ہے گیا۔ اتنے دن کیا اسکے ساتھ لڈو کھیلتی رہی ہے کمرے میں۔ اب اسی کے ساتھ جاتے پھر سے شرم و حیاء کی بو بو بن رہی ہے۔ آخر بار بار تو یہ ڈرامے کیوں کرتی ہے" مہرالنساء اپنی بڑی بڑی آنکھیں غصے سے نکالتے اس پر چڑھ دوڑی۔

"کیا کہہ رہی ہیں میں سمجھی نہیں" اسکی باتوں نے واقعی اسے الجھا دیا تھا۔

"ہائے ہائے کس پاگل سے مغز مارنے بیٹھ گئی میں۔ زراد آیا ہے تجھے لے جانے بیگ تیار کر کچھ دن تو اسکے ساتھ رہے گی اور خبر دار اپنی پارسائی کا ڈھنڈورا دوبارہ پیٹا۔ ساری رقم جو اس نے تیرے لیئے دی تھی وہ میں اب اسے واپس نہیں کر سکتی مگر تیری حرکتیں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ واپس کرنے نہ پڑ جائیں کہیں۔ اٹھ جا یہ اسکے ہاتھوں میری قبر بنوا کر دم لے گی" وہ تو بے یقینی کی کیفیت سے ہی باہر نہیں آرہی تھی۔ آنسو بے اختیار بہے۔ یقیناً اسکی ماں کی دعائیں ہی ہیں جو اسے ہر جگہ بچا لیتی ہیں۔ اسے یقین ہو گیا اسکے ماں باپ زندہ ہوں گے اور اسکے لیئے دعا گو ہوں گے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر وہ اللہ جو واقعی ستر ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ مہر النساء اسے تنہا کر جا چکی تھی۔ اس نے ایک شاپر الماری سے نکالا۔ اس میں جلدی جلدی چند جوڑے رکھے تھے تو سب سلیولیس اور بڑے بڑے گلوں والے مگر ابھی اسکے پاس اسکے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

آنسو صاف کرتی وہ شاپر ہاتھ میں لیئے بیگ کندھے پر لٹکائے ڈرائنگ روم میں آئی۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اسکی متورم صورت دیکھتے ہی زراد کا دل بیٹھنے لگا۔ اتنی تھوڑی سی دیر میں اس پر کیا گزری ہوگی وہ اچھی طرح جان گیا۔

"دیکھیں ابھی بھی منہ سرخ ہے نا" مہر النساء نے اپنی طرف سے اسکی بیماری کا جھوٹ ہونے والی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"کوئی بات نہیں مجھے ٹھیک کرنا اچھی طرح آتا ہے۔ چلو" اس نے غصے سے کہتے فہما کو دیکھ اور چلنے کا اشارہ کیا۔ فہما سر جھکائے اسکی تقلید کرتی گاڑی میں اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی۔ زراد نے نہایت غصے سے رش

ڈرائیونگ کرتے گاڑی مہر النساء کے گھر سے نکالی۔ اسے اپنے کیس کی مجبوری نہ ہوتی تو مہر النساء کو ایسی جگہ پھینکتا کہ کوئی بھی اسکا سراغ تک نہ پا سکتا۔ وہ ہوتی کون ہے اسکی بیوی کی بولیاں لگانے والی۔ غصہ اتنا شدید تھا کہ وہ اپنے غصے پر قابو پانے کے چکر میں ساتھ بیٹھے وجود سے بھی کچھ لمحوں کے لیئے غافل ہو گیا۔ چونکا تب جب اسکی سسکیاں سنائی دیں۔

"فہما کیا ہوا ہے یار ہم نکل آئے ہیں وہاں سے۔ آپ بالکل ٹھیک ہو ڈرنے کی اب کوئی بات نہیں۔ یار ایسے نہیں کرو پلیز کل رات بھی آپکے آنسوؤں نے ڈسٹرب کر دیا تھا اور اب میرے سامنے تو نہیں رونا۔ میں ہوں نا آپکے پاس آپ پر کبھی کوئی آنچ اور کوئی غلط قدم بڑھنے نہیں دوں گا۔ فہما ئی سویٹ گرل ایسے نہیں کرو پلیز۔" اسکے آنسوؤں کی بڑھتی تعداد دیکھ کر وہ بے بس ہو رہا تھا۔ اب اس کے لیئے گاڑی چلانا ناگزیر ہو گیا تو اس نے سڑک کی سائیڈ پر گاڑی روکی۔ شکر تھا کہ اس سڑک پر رش بھی اتنا نہیں تھا۔ گاڑی روک کر اس نے دونوں بازو اسکے گرد حمائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"فہما پلیز سٹاپ کر نگ دیکھو لوگ مجھے مشکوک نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ شاید میں نے اپنی بیوی کی بہت پٹائی کی ہے جو وہ اتنا رو رہی ہے۔" اس نے اسکی کمر سہلاتے اسے نارمل کرنے کے لیئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"میں آل ریڈی بہت سٹریس سے گزر رہی ہوں یار مجھے اور پریشان مت کرو" اسکے مسلسل رونے نے اسے پریشان کیا۔ آخر وہ کچھ دیر بعد سنبھل کر اس سے الگ ہوئی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا میں آپکے ساتھ ہوں۔ میں کس بری طرح خوفزدہ تھی میں آپکو بتا نہیں سکتی۔ آپکو کیا شزا بھابھی نے بتایا تھا۔" نم لہجے میں اپنی تکلیف اس سے شئیر کرتے اس نے آخر میں پوچھا۔

"ہاں آپ سے بات کرنے کے بعد بھی میرے آفس آئیں تھیں۔ پھر انہوں نے ساری بات بتائی۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"آپ مجھ سے خفا کیوں تھے" یکدم اسے یاد آیا۔

"میں کب خفا تھا" اس نے اسکی بات پر حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"تو ایکدم فون کیوں بند کیا اور پھر کسی میسج اور کال کا ریپلائی نہیں کیا" اب اسکا دماغ کچھ ہلکا پھلکا ہوا تو شکایتیں یاد آئیں۔

"انفیکٹ آپ سے بات کر رہا تھا کہ میرے باس آ گئے اور ایک ارجنٹ میٹنگ رکھ لی۔ بس اسی وجہ سے میں آپکی کالز اور میسجز کا جواب نہیں دے سکا۔ آپ یہ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں کہ میں آپ سے خفا ہوں گا۔ اتنی دقتوں سے تو آپ میرا نصیب بنی ہیں۔" اس نے پیار سے اسکے بھیگے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جو اس سے پیچھے ہو چکی تھی مگر ہاتھ ہنوز اسکے ہاتھوں میں دبے تھے۔ اسکی آنکھوں سے چھلکتے جذب محسوس کر کے نظریں جھکا گئی۔

"ٹھیک ہیں اب ٹینشن تو کوئی نہیں ہے نا" اس نے اسکے ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

اس نے آہستہ سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہے تو بتا دیں میں ابھی اپنے طریقے سے ٹینشن ختم کر دوں گا" اسکی بات پر فہما نے حیرت سے اپنی جھکی نظریں اسکی جانب اٹھا کر دیکھا۔ اور وہ ان حیران آنکھوں کی تاب نہ لا سکا۔ بے اختیار اسکے آنسوؤں سے نم گالوں کو پیار سے چھوا۔

فہما کی تو سانس سینے میں اٹک گئی۔ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر بمشکل اسے پیچھے کیا۔

"ہم سڑک پر کھڑے ہیں" بمشکل وہ بولنے کے قابل ہوئی۔

"کوئی بات نہیں لوگوں کو رومینٹک سین سے محظوظ ہونے دیں" زراد نے شرارت سے اسکے بلش کرتے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"مجھے بھوک لگی ہے صبح سے ٹینشن کے باعث کچھ نہیں کھایا۔" اس نے زراد کا دھیان ہٹانے کی کوشش کی۔

"اف ظالم لڑکی" زراد نے سرد آہ بھری۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اسکا دھیان ہٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔

زراد نے گاڑی سٹارٹ کی اور فبہ کو لیے ایک فلیٹ پر آیا جو کہ اسکے کسی دوست کا تھا۔ وہ اسے ابھی اپنے گھر نہیں لے جا سکتا تھا۔ وہ ابھی اپنی اصل حقیقت کسی کے سامنے نہیں لانا چاہتا تھا جب تک یہ کیس حل نہ کر لیتا اور احتیاط کا تقاضا یہ تھا کہ وہ فبہ کو کہیں اور ٹھہرا تا اتنے دن۔

اسے یہ خدشہ تھا کہ اگر مہر النساء کا کوئی بندہ انہیں فالو کر رہا ہو تو کہیں وہ محتاط نہ ہو جائیں اور زراد کے خلاف کوئی ایکشن نہ لے لیں۔

یہ گلبرگ کا علاقہ تھا جہاں بہت خوبصورت فلیٹس بنے ہوئے تھے۔ پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے وہ فبہ کا ہاتھ تھامے اسے دوسری منزل کے ایک فلیٹ میں لے آیا۔

دو کمروں کا یہ فلیٹ فل فرنشڈ تھا۔ کھانے میں وہ کے ایف سی سے برگر پیک کروا کر لے آئے تھے۔

لیونگ روم میں صوفوں کے سامنے رکھی سینٹر ٹیبل پر زراد نے شاپر ش دھرے۔ سامنے ہی بنے ہوئے امیریکن سٹائل کے بنے کچن سے وہ ڈشز لے آیا۔

"یہ آپکا فلیٹ ہے" فبہ نے دلچسپی سے فلیٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرے ایک فرینڈ کا ہے میں اکثر یہاں آتا ہوں سو ایک چابی یہاں کی میرے پاس بھی ہے" شاپر زمیں سے برگر نکالتے اس نے بتایا۔

"آپکو اچھا لگا ہے" اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں بہت اچھا ہے" اس نے زرداد کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ایک بات پوچھوں" زرداد نے فہبا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ضرور آپکو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے" فہبا نے مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ نے پہلے دن جب ہم ملے تھے تب اپنے پیرنٹس کا بتایا تھا۔"

فہبا کی آنکھوں میں پھر سے آنسو اکٹھے ہوئے وہ کیسے اپنے ماں باپ کو بھلا سکتی تھی۔ جن سے ملنے کے لیئے وہ ہر لمحہ تڑپتی تھی۔ ماں کی گود کو ترس رہی تھی۔

"آپکے پاس کوئی نمبر ہے آپ نے نہیں کانٹیکٹ کرنا تھا"

"میرے پہلے موبائل میں ابو کا نمبر تھا مگر مجھے زبانی نہیں یاد ویسے بھی اب انکے پاس جا کر کیا کروں گی۔ وہ تو فاتحہ پڑھ چکے ہوں گے مجھ پر۔ آپکو تو پتہ ہے نا کہ گھر سے بھاگی لڑکی کو کیسی کیسی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور میں تو پھر اغوا ہوئی تھی۔ کون مانے گا کہ میں ویسی ہی بے داغ ہوں۔ میرے ماں باپ کس کس کو میری بے گناہی کا ثبوت دیں گے۔ تو انکی زندگی کو مشکل بنانے سے بہتر نہیں میں ان سے نہ ملوں" اس نے روتے ہوئے کہا۔

"اوہو یہ میں نے آپکو رلانے کے لیئے تو یہ سب نہیں پوچھا۔ اچھا ادھر آؤ میرے پاس" زرادنے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ صوفے پر بٹھایا۔

"یہ جو آپکی اور ہماری سوسائٹی کی سوچ ہے نہ بالکل غلط ہے۔ اس میں آپکا تو کوئی قصور نہیں۔ لوگوں کو کہنے دو جو وہ کہتے ہیں آپ کب تک اپنے دل پر جبر کروگی۔ میرے خیال میں ہمیں انکے پاس جانا چاہئیے۔ انھیں تسلی تو ہو نہ کہ آپ محفوظ ہیں۔ چلو مجھے اپنا ایڈریس بتانا میں چیک کر کے اور انھیں منانے کی کوشش کروں گا۔ اور لوگوں کا کام ہی باتیں بنانا ہے تو کیا ہم اتنے قیمتی رشتوں سے ان نام نہاد معاشرے کی باتوں کی وجہ سے منہ موڑ لیں۔" افہما کا ہاتھ تھامتے اس نے کہا

ہاں مگر سب ایسا نہیں سوچتے۔" فہما نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"تو میری جان ہمیں ان سب سے کوئی غرض بھی نہیں ہے۔ کوئی اتنا فارغ نہیں. بیٹھ ہوا جو ہمارے بارے میں ہر وقت باتیں کرتا رہے۔ پلیز گروپ اینڈ بیکر ریسیسٹ۔ میں کل ہی انکا پتہ کرواتا ہوں پھر آپکو ان سے ملنے لے جاؤں گا اور پھر رخصتی کے بعد ہم انھیں بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔" اچھے دنوں کا سوچتے کچھ دیر کے لیئے فہما کے ذہن سے ہر ناآسودہ سوچ محو ہو گئی۔

"اچھا میں تھوڑی دیر کے لیئے کام سے جا رہا ہوں، آپ نے پریشان نہیں ہونا اور میں فون پر آپ سے کانٹیکٹ میں رہوں گا۔" برگر کی آخری بائٹ لیتے اس نے پلیٹ سینٹر ٹیبل پر رکھی۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا لے کر آؤں رات کے ڈنر کے لیئے"

"یہاں اگر کچن کا کچھ سامان ہے تو میں خود بنا لیتی ہوں" اس نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے زراد سے پوچھا۔ لگتا تھا عرصہ ہو گیا ہے اسے نارمل زندگی گزارے ہوئے۔

"واؤ کوکنگ آتی ہے آپکو" اس نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

"آپکے خیال میں کیا میں پھوہڑ ہوں اماں نے سب کچھ سکھایا تھا" فخر سے بتاتے ماں کے نام پر ایک سایہ اسکے چہرے پر لہرایا۔

"گریٹ یار پھر تو میں اپنے کک کی چھٹی کروادوں گا" زراد نے اپنے لہجے کی خوشگوارت برقرار رکھی تاکہ وہ زیادہ اداس نہ ہو۔

"چلیں میں پھر چیک کر کے کچھ بناؤں گی۔"

"گریٹ! اندر سے دروازہ لاک کر لینا اور اگر کوئی آئے تو آئی ہال سے پہلے دیکھ لینا میرے علاوہ کوئی بھی ہو تو دروازہ مت کھولنا۔" وہ ضروری ہدایات دیتا مڑ کر جانے لگا کہ قبہ کی آواز پر آگے بڑھتے ہوئے رکا۔

"اور اگر آپکے لیے بھی دروازہ نہ کھولوں" اس نے شرارت سے کہا۔ کیا خبر تھی کہ شرارت مہنگی پڑ جائے گی۔

وہ مڑا اور مسکراتی آنکھوں سے دیکھتا قریب آیا۔

کمر میں بازو حمائل کر کے اسے جھٹکے سے خود سے لگایا۔

"تین دن اور تین راتیں آپ میرے ساتھ ہیں۔ سوچ لیں اسکی سزا میں میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ اب تو یہ بھی جان چکا ہوں کہ آپکے بھی دل اور دماغ میں صرف میں ہوں۔" اسکی جذبے لٹاتی نظریں اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو سلگا رہیں تھیں۔

"میں تو مذاق کر رہی تھی" اس نے رہانسے لہجے میں کہا۔

"مگر میں بالکل مذاق نہیں کر رہا" اس نے مسکراتے ہوئے اسے گہری نظروں سے دیکھتے تھوڑی پر موجود تل کو ہولے سے چھوا۔

"آ۔۔۔ آپ کو دیر ہو رہی ہو گی" قہمانے بمشکل اسکا دھیان ہٹانا چاہا۔

"پہلے میرے پاس آنے کی جلدی تھی اب بھاگنے کی جلدی ہے" اس نے اب کی بار دونوں بازوؤں کے گھیرے میں اسے لیا۔ ایسے کے وہ مکمل طور پر اسکے حصار میں آ گئی۔

"اچھا نا پلیز سوری سچ میں دروازہ کھول دوں گی۔ ابھی چھوڑیں مجھے" اسکی غیر ہوتی حالت پر بالآخر اسے ترس آ ہی گیا۔

"میری 007 کی بہادری بس باتوں تک ہے" اسے چھوڑتے زراد نے شرارت سے کہا۔

"آپکی شاگردی میں رہ کر شاید کچھ امپروومنٹ آ جائے" وہ بھی شرارت سے بولی۔

زراد مسکراتے ہوئے فلیٹ سے باہر چلا گیا

اسکے جانے کے تھوڑی دیر بعد شزا کی کال آ گئی۔

"کیسی ہو فہما کہاں ہو ٹھیک ہو نا" اسکی پریشان آواز سن کر فہما کو اس پر بے اختیار پیار آیا۔ زراد کے ایک رشتے نے اسے کتنے اور پیارے رشتے دیے تھے۔

اس نے ساری تفصیل شزا کو بتائی۔

"شکر میں بہت پریشان تھی۔ چلو یار اب میں بے فکر ہو گئی ہوں تمہاری طرف سے سفیان کو کال کرکے بتاتی ہوں" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا اور فہما کچن کے کیبنٹ کھنگالنے لگی تاکہ زراد کے آنے سے پہلے کچھ پکا سکے۔

اسکو واپس آتے رات کے آٹھ بج گئے۔ تمام وقت اس نے فہما کے ساتھ میسجز پر رابطہ برقرار رکھا۔ اسکے گھر کا ایڈریس بھی لے کر ایک بندے کو اسکے گھر کے حالات کا پتہ کرنے پر لگا دیا۔

فلیٹ کے باہر کھڑے ہو کر اسنے فہما کو کال کی۔ یہ احساس ہی کس قدر اچھوتا تھا کہ آج واپسی پر کوئی اسکا انتظار کر رہا ہے۔

"اسلام علیکم" فہما نے خوبصورت سی مسکراہٹ سمیت دروازہ کھولا۔

"وعلیکم سلام" اسکے ہاتھ میں کچھ شاپرز تھے۔

دروازہ بند کر کے فہما اسکے پیچھے آئی۔

"یہ کچھ کپڑے آپکے لیئے لے کر آیا ہوں پتہ نہیں آپکو اچھے لگتے ہیں یا نہیں لیکن مجھے لگا آپ ان کپڑوں میں ان ایزی فیل کر رہی ہیں تو یہ خرید لیئے" شاپر سینٹر ٹیبل پر رکھتے وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے فہما سے مخاطب ہوا۔ جھک کر جوتے اتارے اتنی دیر میں فہما ٹھنڈے پانی کا گلاس لے آئی۔

زراد نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تھینک یو" اس نے زراد کے اشارے پر شاپر ز تھامتے ہوئے کہا۔

"پہن کر پہلے چیک کر لیں اور تھینک یو کو سنبھال کر رکھیں اپنے پاس"

اس نے مصنوعی خفگی سے اسے گھورا۔

وہ شاپر اٹھائے اندر گئی اور ان میں سے ایک سوٹ نکالا لائٹ اورنج اور اسکن کلر کا سوٹ جس کے گلے پر ہلکی سی کڑھائی ہوئی تھی۔ ساتھ میں پرنٹڈ بازو اور بیک، شیفون کا خوبصورت سا دوپٹہ اور اورنج ہی ٹراوزر پہن کر جب وہ باہر آئی۔کچھ دیر کے لیئے زراد اس پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹا سکا۔

پھر نظریں ہٹا کر فقط اتنا بولا

"اچھا لگ رہا ہے۔شکر ہے آپکو صحیح سے آگیا۔"

"اب تو تھینک یو کہہ سکتی ہوں" اسکی مسکراتی آواز پر وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"جی نہیں ابھی بھی نہیں۔اچھا کیا پکایا ہے"

"چنے کی دال اور چاول"

"او آئی لوا ٹ" زراد خوش ہوتے ہوئے بولا۔

"جلدی سے لے آئیں پھر"

فہما کے بتانے پر اسکی بھوک دوچند ہو گئی۔ ادھر ادھر کی باتیں کرتے انہوں نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد چائے بنا کر وہ اسکے پاس آئی جو کارپٹ پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے موبائل پر ہلکی آواز میں گانے لگائے ہوئے تھے۔
وہ بھی اسکے پاس نیچے بیٹھ گئی۔ٹرے اپنے اور اسکے درمیان رکھے اسی کے انداز میں صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔
"آپ نے کل رات مجھے کہا تھا کہ آپ نے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے اور کب کیسے یہ خیال آپکے دل میں آیا آپ بعد میں بتائیں گے۔ آئی وانٹ ٹو نواٹ ناؤ"
فہما کے سوال پر ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری۔ جسے بمشکل اس نے چائے کا گھونٹ پیتے چھپایا۔
"تو کیا اس رات بھی آپ نے جو ایک ہفتے کے لیے اپنے پاس رکھنے کا سوچا تھا اسکی وجہ بھی اسی بات سے جڑی ہے"۔ اس نے حیرت سے اپنے شک کا اظہار کیا۔
"سیریسلی آپکو سیکرٹ ایجنٹ ہونا چاہیے۔ کہاں کہاں دماغ چلتا ہے آپکا۔" اسکا ایک ہاتھ جو صوفے پر دھرا تھا اس نے بڑھا کر فہما کے بالوں کو سہلایا۔
"اچھا اب بات کو ادھر ادھر نہ کریں پہلے بتائیں" فہما نے اپنے بالوں سے اسکا ہاتھ ہٹایا اور اسے تنبیہہ کی۔
"ویسے تو میں نے سوچا تھا کہ آپکے ساتھ اپنے رشتے کو پورے استحقاق سے انجوائے کرتے ہوئے بتاؤں گا۔ مگر یہ تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ یوں آپکے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملے گا۔ویسے بھی ہماری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا سو کوئی لمبا انتظار کرنا چلیں میں بتا رہا ہوں آپکو۔"

"جب آپکو یونیورسٹی میں بچایا اور جس بے اختیاری کا مظاہرہ آپ نے میرے بازو کے ساتھ لگتے ہوئے کیا۔ میری میرے لیے پہلی مرتبہ ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔ لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں مگر جس طمانیت کا احساس میری وردی دیکھ کر جھلکا تھا ویٹ از ٹرولی ڈیفیکلٹ ٹو ایکسپلین۔ پھر فرض کی ادائیگی میں وہ چہرہ ذہن سے نکلا تو نہیں مگر وقتی طور پر محو ہو گیا۔ اور جب اس رات آپکو وہاں دیکھا تب مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا کہ یہ چہرہ میں اس جگہ دیکھوں گا۔ لیکن آپکو تو پتہ ہے کہ سیکرٹ ایجنٹس کی نظروں سے کچھ بھی چھپا نہیں رہ سکتا سو آپکے فیشل ایکسپریشنز وہاں کی لڑکیوں سے میل نہیں کھاتے تھے۔ آپ کا ذرا سہما انداز اور آپکا باریک دوپٹے میں اپنے بازوؤں کو چھپانا حالانکہ وہیں سارا اپنے بے باک حلیے کے ساتھ میرے سامنے بے شرمی سے بیٹھی تھی۔ بس آپکے انداز نے گڑبڑ کا احساس دلایا اور میں نے بے اختیار آپکو پروٹیکشن دینے کا سوچا۔ میرے یقین کی تصدیق آپ نے اسی دن کردی کہ آپ کو کس طرح ان لوگوں نے ٹریپ کیا۔

میں نے اس رات وہاں کے فون میں اور اس پینٹنگ کے پیچھے مائیکروفون فٹ کیے تھے جن سے وہاں کی گفتگو سنی جاسکے۔

کچھ دن بعد سیفی نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ لڑکیاں سمگل کر رہے ہیں اور منشیات کا کام تو وہ کرتے ہی ہیں۔ وہ تہہ خانہ انفیکٹ منشیات کا گڑھ ہے۔

خیر ہمارے نکاح کے پیچھے وجہ یہ تھی کہ ایک رات سیفی نے سنا تھا کہ وہ لوگ دبئی میں لڑکیوں کو اسمگل کریں گے اور آپکی پکچرز بھی لیں گے۔ اسی لیے میں نے نکاح والا کام کیا تا کہ اگر وہ کوئی ہیر پھیر کرنا چاہیں تو آپکو بچانے کا

میرے پاس کوئی قانونی جواز ہو۔ اور پھر جب اللہ محبت کو آپکی زندگی بنادے تو اس سے حسین بات کیا ہوگی۔ اب آیا میری محبت پر یقین۔

فہمہ تو حیران پریشان اسکی باتیں سن رہی تھی۔ صحیح کہتے ہیں اللہ نے کس کے نصیب میں کس کو لکھا ہوتا ہے یہ ہم انسان نہیں جان سکتے۔ کیسے ہیر پھیر کر کے وہ کس کو کہاں اور کیسے کسی سے ملا دیتا ہے یہ انسان کی سوچ سے باہر کی بات ہے۔ اللہ نے فہمہ کے نصیب میں زراد کو ہی لکھا تھا۔ یہ حالات کی کشمکش تو ذریعہ تھی انکے ملنے کا۔

"کیا ہوا" زراد نے اسے خاموش دیکھ کر اسکا کندھا ہلایا۔

"بس حیران ہوں کہ اللہ نے کیسے ہمیں ملایا" اس نے اپنی چائے سے آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"آئی وش کبھی آپکی پیاری سی پریشانی کے بغیر والی صورت بھی دیکھنے کو ملے۔ ہر وقت روتی بسورتی اور حیران پریشان ایکسپریشنز دیکھ کر تو مجھے اپنے مستقبل کی بہت فکر ہونے لگ گئی ہے" زراد نے حسرت سے کہتے اس پر طیف سا طنز کیا۔

"ایسے ہی رہے تو بہتر ہے نہیں تو آپ تو فلیٹ ہی ہو جاتے ہیں۔" فہما نے منہ بناتے کہا

"ہاہاہا! اپنی بیوی پر بھی فلیٹ نہ ہوں تو کس پر ہوں ویسے سارا بھی بری نہیں" زراد کے شرارتی انداز پر اسکا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"خبردار جو آئندہ آپ نے اسکا نام لیا۔۔۔ اور وہ جو ایک رات پہلے آپ کسی لڑکی کو لے کر گئے تھے اگلے دن اسکی آنکھیں ہی بند نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔۔ کتنے فرینک ہوئے تھے آخر آپ اسکے ساتھ" فہمہ نے غصے سے وارن کرتے اسے پھر تفتیشی انداز میں پوچھا۔

"یہ ہم ہندوستان ہیں اور واٹرز میں پوچھ لیتا کہ کسی جنم میں کیا پولیس میں رہ چکی ہو۔۔۔۔ ایسا کریں میری بیوی بننے کے بعد مجھے اسسٹ کرنا۔۔۔ میرا آدھا بوجھ تو میرا کم ہو جائے گا" زراد اسکی تفتیشی عادت سے تنگ آکر بولا۔

"ادھر ادھر مت گھمائیں میری بات سیدھی طرح بتائیں" فہما نے اب کی بار اسکی جانب رخ کر کے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

زراد نے اسکے انداز پر مسکراتے ہوئے اسکی انگلی اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبائی۔ اور ایک جھٹکے سے اسے قریب کر کے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا۔

"اگر نہ بتاؤں تو" اس نے فہما کا غصے سے تمتماتا چہرہ دیکھتے ہنسی ہونٹوں میں دباتے ہوئے کہا۔

"تو میں آپکے سارے پول سفیان بھائی سے کہہ کر آپکے آفیسرز کو بتادوں گی۔" اس نے بھی شرارت سے کہتے اسکی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے کوئی شک نہیں آپ کسی حد تک بھی جا سکتی ہیں جس لڑکی کو میں بے ضرر سمجھ رہا تھا اس نے بڑے مزے سے بھی بھی کو میری پکچرز تک چپکے سے سینڈ کر دیں۔۔۔ ہاہاہا ہائی گاڈ کیا چیز ہو آپ" زراد آج بھی وہ میسج یاد کر کے اپنا قہقہہ نہیں روک سکا۔

فہما کو اسکے چہرے کی سب سے خوبصورت بات یہ لگتی تھی کہ اسکی آنکھیں جب بھی فہما پر پڑتی تھیں ہمہ وقت مسکراتی ہوئی لگتی تھیں۔

"یار ہم نے اسکو پیسے دیئے تھے اور کہا تھا کہ جو وہ ایکسپیکٹ کر کے آئی ہے ہم ویسا کچھ نہیں کریں گے۔یہ جسٹ ملاقات ہے۔اور اس بات کا ذکر وہ کسی سے نہیں کرے گی۔اور ویسے میں لڑکیوں کے معاملے میں بہت خشک مزاج ہوں" زراد نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو کہیں سے نہیں لگتے" فہما نے اپنے گرد اسکے بازوؤں کے بنے حصار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تو جانتی ہیں میری صرف بڑی تھوڑی ہیں" اس نے مسکراتے ہوئے فہما کو خود میں زور سے بھینچا۔ "

اسکی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔

"اور کوئی انٹرویو کا کوئسچن رہ گیا ہے تو وہ بھی کر لیں حسرت باقی نہ رہے" اس نے سر نیچے کر کے اسے دیکھتے ہوئے کہا جس کا سر زراد کے سینے پر تھا۔

"آپ نے ابھی جو کہا تھا کہ میں آپکو ویسٹ کر دوں تو کیا یہ پوسبل ہو سکتی تھی" اس نے سیدھے ہوتے اشتیاق سے زراد سے پوچھا زراد نے سرد آہ بھری۔

"حسرت ہی رہ جانے گی آپکے ساتھ رومانس کرنے کی" زراد نے بدمزہ ہوتے کہا۔

"تو ابھی کیا کر رہے تھے" فہما نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ رومانس تھا؟؟؟؟؟" زراد نے الٹا اس سے پوچھا۔

"زراد بیٹا تیرا مستقبل بہت تاریک ہے تیری بیوی کو پتہ ہی نہیں رومانس باتوں سے آگے کی کہانی ہے" زراد نے خود کو مخاطب کرتے کہا۔اسکے انداز پر فہما کو اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو گئی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنے جولی بھی ہو سکتے ہیں" فہما نے اسے چڑایا۔

زراد نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے اسکی ہنسی کو دیکھا۔

"شوہر تو بننے نہیں دے رہیں تو جوتی ہی بن سکتا ہوں" زراد کی بات پر وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"نظر اتار سکتا ہوں" زراد کے جذبوں سے چور لہجے نے فہما کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھائی۔

زراد نے جھک کر اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیے۔ فہما نے اسکی شرٹ کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔ زراد کی سانسوں کی گرمی آہستہ آہستہ اسے اپنے گالوں پر محسوس ہوئی۔

اسکے قریب

Barcelona

کی آواز گونج رہی تھی زراد کے موبائل پر

We've been on for a minute

No more feeling alone

I've been gone for a minute

I've been out on the road

And the night got me thinking

Thinking about lying in bed in the dark in the warm

I want you for so long

Tell me is it so wrong

Even if we fall in love

Fall in love

I don't wanna hold you down, dear

Trying to make it so clear

Hoping that we fall in love

Fall in love

Don't give up on me, baby

When I stumble along

When I act a little crazy

Remember my love for you won't fade, won't fade, you keep it blazing

I want you for so long

Tell me is it so wrong

Even if we fall in loves

"بسسس" اس نے زراد کو پیچھے دھکیلتے ہوئے بمشکل کہا۔

زراد نے اسکی غیر ہوتی حالت کے پیشِ نظر اپنے جذبات پر بند باندھا

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کے سحر سے باہر بھی نہیں نکل پائے تھے کے زراد کے موبائل پر اسکے کسی ماتحت کا فون آیا۔

زراد نے فہما کے گرد سے حصار ہٹاتے پیچھے ہوتے دو سیکنڈ کے لیئے خود کو سنبھالا۔ فہما تیزی سے اٹھ کر کچن کی جانب چلی گئی۔

"ہیلو! ہاں کہو خیریت"

"سر وہ جو سرمد چودھری کا نمبر تھا ہم نے اس سے اسکی لوکیشن ٹریس کرلی ہے وہ ایک فارم ہاؤس ہے۔ ہم نے اس جگہ کو فالو کیا تو وہاں ایک گاڑی میں کچھ لڑکیوں کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر لایا گیا۔ ہم جھاڑیوں میں کھڑے خوردبین سے دیکھ رہے تھے۔ سر مجھے یقین ہے کہ اسمگل کرنے کے لیئے یہ لڑکیوں کو اسی فارم ہاؤس پر رکھتا ہے۔ اسجد اسکی آج کی کال ریکارڈ کر رہا ہے جیسے ہی ہوتی ہے میں آپکو فارورڈ کر دوں گا۔ آئی ایم شیور انہیں سے ریلیٹڈ بات ہو گی اسکی کال میں"

"ویری ویل ڈن یار۔۔۔ ٹھیک ہے جیسے ہی ہوتی ہے مجھے بتاؤ اور وہ میں نے تمہیں سیمان صاحب کے بارے میں پتہ کرنے کا کہا تھا۔ اس کا کیا بنا" زراد نے فہما کے والد کا نام لیتے ہوئے پوچھا۔

"سر اسکی رپورٹ صبح آپ تک پہنچ جائے گی۔"

"گریٹ۔۔۔ کیری آن"

"تھینک یو سر"

زراد نے فون بند کر کے مڑ کر فہما کو تلاشا جو وضو کر کے اب نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھی۔

زرادنے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا کیونکہ ابھی اسے سرمد چودھری سے متعلق میل ملنی تھی۔
پانچ منٹ نہیں گزرے کے اسے میل موصول ہوئی اس لے ہینڈ فری لگا کر کال سننی شروع کی۔
"ہیلو ۔۔۔ ہاں مہر النساء لڑکیاں پہنچ گئیں ہیں۔ میں پہلے انکو خود چھان پھٹک کے دیکھوں گا۔ کل اور لڑکیوں کا انتظام کرنا" اسکے ساتھ ہی کال بند ہو گئی۔ سمیع کی بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ اس نے لڑکیاں اپنے فارم ہاؤس پر رکھی ہیں۔ اس نے ہینڈ فری اتار کر سر مصطفی کو اطلاع دینے کے لیئے رپورٹ بنانی شروع کی۔
فہا جیسے ہی فارغ ہوئی زرادنے اسے لیٹنے کے لیئے کہا۔
"آپ کب فری ہوں گے" اسکی بات پر زراد شرارت سے مسکرایا۔
"میرا اگر ویٹ کیا تو آج کی رات تو میں نے آپکو سونے نہیں دینا" اسکی بات کا مفہوم سمجھتے اسکا چہرہ سرخ ہوا۔
"اوکے میں جا رہی ہوں سونے" اسکے گھبرا کر اٹھنے پر زراد اپنا قہقہہ نہیں روک سکا۔
"گڈ نائٹ مائی لائف" اس نے محبت سے کہتے اسے دیکھا۔
"گڈ نائٹ" کہتے ساتھ ہی وہ سونے چلی گئی۔

صبح جب وہ اٹھی تو زراد کو اپنے قریب لیٹے پایا۔ نہ جانے وہ رات میں کب اسکے پاس آکر لیٹا تھا۔ اس نے اٹھ کر بیڈ کی بیک سے ٹیک لگاتے زراد کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔ کچھ ہی دنوں میں اسے یہ شخص کتنا پیارا ہو گیا تھا۔ آج

اگر اسکی ماں یہ جان لے کہ اسکے نصیب میں اللہ نے اتنا محبت کرنے والا شخص لکھا ہے تو وہ کتنا خوش ہو۔ اس نے محبت سے اسکے ماتھے پر بکھرے بالوں کو سنوارا۔ وہ ذرا سا کسمسایا تو اس نے ہاتھ جلدی سے پیچھے کھینچ لیا۔
بیڈ سے اٹھ کر واش روم میں گئی فریش ہو کر کچن میں آ گئی۔ رات میں آتے ہوئے زراد ناشتے کا سامان بھی لے آیا تھا۔ جلدی جلدی ناشتہ بنایا۔
زراد کچن سے آتی کھٹر پٹر کی آواز سے اٹھ گیا۔ فریش ہو کر باہر آیا تو فہما انہماک سے ناشتہ بنانے میں مگن تھی۔ کچن کی جانب آیا اور آہستہ سے اسکے پیچھے کھڑے ہوتے اسکے کندھے پر تھوڑی رکھی۔
"گڈ مارننگ"
"گڈ مارننگ" فہما اسکے قریب آنے پر نروس ہوئی۔
زراد نے حیران ہوتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔
"آپکو کیسے پتا چلا کہ میں آیا ہوں آپکے پاس۔ جبکہ میں تو آواز پیدا کیے بغیر آیا ہوں"
"آپکے کلون کی خوشبو آ گئی تھی۔" فہما نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ تو اب آپ مجھے میری خوشبو سے پہچان لیتی ہیں۔۔۔ ویری گڈ" زراد نے اسے سراہا۔
"اتنے دنوں سے ہم اکٹھے ہیں آپکے پرفیوم کی پہچان ہو گئی ہے۔" اس نے دوبارہ رخ موڑ کر چولہے سے چائے اتاری۔
"آپ نے اب آفس جانا ہے" زراد جو محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکے سوال پر چونکا۔
"نہیں کچھ ضروری کام سے جانا ہے۔ آج آفس نہیں جانا"

فہما نے راؤنج میں ناشتے کی چیزیں رکھیں۔ نو بجے کا وقت تھا ابھی وہ دونوں ناشتہ کر ہی رہے تھے کہ زراد کو سمیع کی کال آئی۔

"اسلام علیکم سر"

"وعلیکم سلام"

"سر آپ نے جو سلیمان صاحب کے گھر کا ایڈریس دیا تھا سو وہ لوگ اب وہاں نہیں رہتے وہ گھر بیچ چکے ہیں۔ کہاں رہتے ہیں وہاں کے لوگوں کو کچھ نہیں پتہ نہ کوئی کانٹیکٹ نمبر ہے بس وہاں کچھ چیزیں موجود ہیں اگر آپ کہتے ہیں تو میں وہ لے آتا ہوں میں وہیں موجود ہوں اس وقت"

زراد نے ایک نظر فہما کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے لے آؤ میں تھوڑی دیر میں تمہاری طرف آکر وہ چیزیں لے جاؤں گا۔"

"اوکے سر" فون بند کرتے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس طرح فہما کو یہ بات بتائے۔

"کیا ہوا آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں" فہما نے اسے گم صم دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھ کر اسکے ساتھ سامنے والے صوفے پر بیٹھی۔

"میں نے کل ایک بندے کو آپکے گھر والوں کا پتہ کرنے بھیجا تھا مگر پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ اس گھر کو بیچ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ کہاں یہ وہاں رہنے والے نہیں جانتے آپکے کوئی ریلیٹوز جن کا آپکو پتہ ہو۔"

"ہمارے تو کوئی ریلیٹوز یہاں نہیں رہتے اور ہم تو زیادہ کسی سے نہیں ملتے تھے" فہما نے پریشانی سے کہا۔

"ڈونٹ وری کچھ نہیں ہوتا۔۔ کوئی حل نکالتے ہیں" زراد کو اسکی پریشانی کا اچھا خاصہ اندازہ تھا۔

"اچھا میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں پلیز تب تک آپ نے پریشان ہو کر خود کو ہلکان نہیں کرنا۔" زرا دنے اٹھتے ہوئے اسے کہا۔ جھک کر پیشانی چومی۔ وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔

اس کے جاتے ہی وہ پریشان صورت لیئے بیٹھ گئی۔ وضو کیا، جائے نماز بچھائی اور اللہ سے اسکی خیریت کی دعا مانگی۔ دو نفل پڑھے حاجت کے جو وہ روز اسکے لیئے پڑھتی تھی۔

"سر یہ کچھ سامان سی شاپر میں ملا ہے اسکے گھر سے" وہ جیسے ہی سمیع کے پاس پہنچا اس نے ایک بیگ اسکی جانب بڑھایا۔

"تھینک یو یار چلو میں سیفی کی طرف جا رہا ہوں کوئی اور سومد چودھری کی طرف سے پروگریس ہو تو مجھے بتانا"

"اوکے سر" ابھی وہ وہاں سے نکل ہی رہا تھا کہ سفیان کی کال آگئی۔

"ہاں بڈی" اس نے بیگ گاڑی میں رکھتے کال پک کی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اب وہ گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔

"مبارک ہو شہزادے" سفیان کی بات نے اسے چونکایا۔

"خیریت" اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

"ڈیئر سرمد چودھری نے پرسوں رات کی جگہ آج صبح فجر سے پہلے منشیات سے بھرے ٹرکوں کو سرحد پار کروانے کی کوشش کی۔ ہم چونکہ کچھ دن پہلے ٹرکوں کا نمبر چوکیوں پر لکھوا چکے تھے بمعہ اوہ پکڑے جا چکے ہیں۔ فی الحال تو سرمد روپوش ہو گیا ہے۔ مگر اسکے چند ماتحت پکڑے گئے ہیں جنہوں نے کنفیس کر لیا ہے کہ یہ سب اسی کا

کام ہے اب اسکے اریسٹ وارنٹ جاری ہو رہے ہیں" سفیان کی پرجوش آواز میں سنائی جانے والی خبر پر اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"گریٹ یار! ڈونٹ وری ہمارے پاس تو اسکا نمبر ہے ہم اسے ٹریس کرلیں گے۔ڈونٹ وری۔"

"اسی خوشی میں سیلیبریشن تو بنتی ہے تو ایسا کر فہما کو لے کر آج رات فارم ہاؤس پر آجا"

"چل میں واپس جا کر بات کرتا ہوں فہما سے پھر تجھے بتاتا ہوں" زراد نے گاڑی واپسی کے راستے پر بڑھائی کیونکہ جس سلسلے میں سفیان سے ملنا تھا وہ کام تو ہو گیا تھا۔

جس وقت وہ واپس آیا فہما اسی پریشان صورت میں ملی۔

"کچھ پتہ چلا" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"یہ ایک بیگ ملا ہے وہاں سے آپ چیک کرو۔شاید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے ان کا پتہ چل سکے۔" زراد نے اسے بیگ پکڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے صوفے پر بیٹھ کر بے تابی سے بیگ کھولا۔زراد بھی قریب بیٹھ گیا۔

اس بیگ میں فہما کی اسناد اور کچھ فیملی پکچرز کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

فہما مایوسی سے اپنے ماں باپ کی تصویر ہاتھ میں لیے رو پڑی۔

"فہما بری بات ہے۔ہم ڈھونڈ لیں گے انکو ان شاءاللہ ایسے نہیں کرو" زراد نے اسے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نجانے انہوں نے کیا کچھ سہا ہو گا کس حال میں ہوں گے وہ۔ میری جیسی بیٹیوں کو مر جانا چاہیے جو ماں باپ کو کسی بھی وجہ سے دھوکا دیتی ہیں" وہ بلک بلک کر روتے ہوئے خود کو قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

"غلط بات ہے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ آپ نے انہیں دھوکا دیا مگر کسی غلط کام کے لیے نہیں دیا۔ اور اپنے لیے کبھی بھی موت نہیں مانگتے۔ اللہ نے یہ زندگی اس لیے نہیں دی کہ ہم اسکی یوں تذلیل کریں۔ ہم انسان ہیں اور ہم سب سے غلطیاں ہوتی ہیں مگر ان سے سیکھنا اور انہیں پھر نہ دہرانا ہی اصل زندگی ہے ناکہ یوں کفریہ الفاظ بولنا۔ اور نہ صرف آپ اپنے لیے موت مانگ کر کفر بول رہی ہو بلکہ مایوسی کی باتیں بھی کر رہی ہو۔ میں نے کہا ہے نا ہم انشاء اللہ انہیں ڈھونڈ لیں گے آپ مایوس کیوں ہو رہی ہو۔ مجھے بہت ڈس اپائنٹ کیا ہے آپ نے۔ میں تو آپکو بہادر سمجھ رہا تھا۔" زراد نے رسان سے اسے سمجھایا۔

"ایسا کریں یہ فوٹوگرافس مجھے دیں۔ میں اسکے زیادہ سارے پرنٹس نکلوا کر اپنے بندوں کو دیتا ہوں۔ ان شاء اللہ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا" زراد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب نہیں رونا اوکے" زراد نے اسے تنبیہ کی۔

"آپکو ایک گڈ نیوز دوں" زراد نے اسکا دھیان بٹانے کے لیے کہا۔

"جی" اسکے کہتے ساتھ ہی زراد نے اسے منشیات سے متعلق ساری خبر سنائی۔

"مبارک ہو پھر تو بہت بہت مگر وہ روپوش کہاں ہو سکتا ہے"

"وہ بھی پتہ چل جائے گا اسکا پرسنل نمبر ہمارے پاس ہے ڈونٹ وری۔" زراد نے اسے تسلی دلائی۔ اور ساتھ ہی اسکے ہاتھ سے فوٹو گرافس لے کر اپنے لیپ ٹاپ والے بیگ میں رکھیں۔

"سفیان نے ہمیں اپنے فارم ہاؤس پر انوائٹ کیا ہے آپ چلیں گی۔" زراد نے اسکی جانب دیکھا جو ابھی ہی سوچوں میں محو تھی۔

"ابھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی" اس نے بے چارگی سے کہا پس مردہ سی کیفیت اس پر چھائی ہوئی تھی۔

"چلیں گی تو ذہن بھی فضول کی سوچوں سے باہر آئے گا۔ میرے اتنا سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا" زراد نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔"

"فہم ہماری زندگی میں مشکلات اللہ کے حکم سے آتی ہیں"

"مگر مجھے لگ رہا ہے کہ یہ میرے گناہوں کی آزمائش ہے"

"آپ نے پھر مایوسی کی بات کی۔ آپکو پتہ ہے اللہ ہمیں ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کی تلقین کیوں کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے رحمٰن اور رحیم ہے۔ تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمیں سزا دے رہا ہے۔ کیا آپ کو اسکی رحمت پر کوئی شک ہے"

"نہیں تو میرا یہ مطلب نہیں تھا"

"بے شک آپکی اٹینشن یہ نہیں مگر آپکے دل میں اپنی غلطی کا خوف زیادہ ہے، ہے نا" اسکے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا

"یہی تو ہمارا توکل ہے کہ ہم اس سے رحم کی دعا مانگتے ہوئے بھی یہ سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ ہماری غلطی کو معاف کرے گا کہ نہیں یہ بے یقینی ہی ہمیں مایوسی کی جانب لے جاتی ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیئے یہ سوچیں کہ اگر وہ اتنا ہی غیض وغضب والا ہوتا اور آپکی لغزش کو اس نے معاف نہ کیا ہوتا تو کیا اس گندگی کی جگہ پر وہ آپکو اتنے احسن طریقے سے محفوظ رکھتا۔ میرے دل میں بھی آپکو بچانے کی خواہش پیدا کرنے والا کون ہے۔ آپکو اور مجھے اس رشتے میں باندھنے والا کون ہے۔ اس نے تو اپنی رحمت کی اتنی مثالیں آپکو دے دیں ہیں آپ پھر بھی مایوس ہو رہی ہو"

زراد کی باتوں پر وہ واقعی کانپ گئی۔ ہاں یہ وہی ذات تو ہے جس سے اس نے گڑگڑا کر رحم کی دعا کی تھی اور اس نے اسے ہر قدم پر اس دلدل میں دھنسنے سے بچایا تھا۔

"آئم سوری" اسے اپنی غلط سوچ کا احساس ہوا۔

"مجھ سے نہیں اللہ سے معافی مانگیں اور اب اس پر اسی طرح توکل کریں جیسے آپ نے مجھ سے نکاح کے وقت کیا تھا" وہ کتنا صحیح کہہ رہا تھا۔ فہمہ نے دل میں سوچا اللہ سے معافی مانگی۔ اور یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ اللہ جلد ہی اسے اسکے ماں باپ سے ملائے گا۔

"کس کمینے نے مخبری کی ہے۔ میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میرے چاروں کے چاروں ٹرک پکڑے گئے ہیں۔ اس الو کی پٹھی مسز النساء کو کال ملا اسی کے پاس تھا نا میرا سارا سامان" سرمد چوہدری غصے سے دھاڑ رہا تھا۔

"سر وہ لائن پر ہے" اسکے ایک ماتحت نے جلدی سے کال ملائی۔

"ہیلو" اپنی کرخت آواز میں وہ بولا۔

"جی سرکار" مہر النساء بڑے ناز سے بولی۔

"سرکار کی بچی۔۔۔۔بتا کس نے مخبری کی ہے میرے ٹرکوں کی" اس نے اپنا سارا غصہ اس پر نکالا۔

"صاحب قسم لے لیں جو یہاں میری لڑکیوں میں سے بھی کسی کو علم ہو کہ اس تہہ خانے میں کیا ہے" وہ اسکے غصے سے خوفزدہ ہو کر جلدی جلدی صفائیاں دینے لگی۔

"بکواس بند کر۔۔۔۔ طوائف اور اسکی قسمیں۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔ تھوکتا ہوں میں تجھ پر۔ جلدی سے بتا کون کون آیا ہے ان دنوں تیرے پاس مجھے جلد سے جلد سب کے ناموں اور انکے کام کا ریکارڈ چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھنا آج کل میرے کتے بہت بھوکے ہیں کہیں تجھے انہی کا چارہ نہ بننا پڑے۔" سرمد چودھری کے الفاظ پر اسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

"ابھی بتاتی ہوں" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"اور ہاں حلیئے بھی بتا۔ میں تھوڑی دیر تک فون کرتا ہوں" اس نے غصے سے فون بند کرتے کہا۔

انتظار کرتے وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

دس منٹ بعد اس نے دوبارہ فون کیا۔

سرمد نے اپنے ایک بندے کو فون دیا جو بتائے جانے والے لوگوں کے حلیوں کا اسکیچ بنا رہا تھا۔

جب وہ سب کا بتا چکی تو سرمد چودھری نے فون بند کر دیا۔

"مجھے ان سب بندوں کا پورا بائیوڈیٹا آج رات سے پہلے چاہیئے۔ تمہیں تو سب کو الٹا لٹکا کر اتنے چابک ماروں گا کہ تمہاری ہڈیاں بھی رحم مانگیں گی۔" جبڑے بھینچ کر غضیلی نظروں سے انہیں کہتا وہ منہ سے کف اڑاتا کروفر سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابھی وہ گھر سے نکلے ہی تھے کہ سفیان کی کال آ گئی۔

"نکل پڑے ہیں اللہ کے بندے۔۔۔ کبھی مجھے سکون سے اپنی بیوی کے ساتھ دو باتیں بھی کر لینے دیں۔ صبح سے اب تک یہ تیرا دسواں فون ہے" زراد نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے موبائل کان سے لگائے سفیان کو لتاڑا۔

"کنفرم کرنا تھا کہ تم دونوں آ رہے ہو نہ جن کے اعزاز میں آج کا ڈنر ہے۔" سفیان نے شرارت سے کہا۔

"بھائی ابھی چھ بجے ہیں سات بجے ہم وہاں موجود ہوں گے۔"

"کچھ زیادہ ہی جلدی نہیں نکل آئے تم لوگ" سفیان نے طنز کیا۔

"یار آج پہلی مرتبہ اندازہ ہوا کہ عورتیں تیاری میں کتنا ٹائم لگاتی ہیں" وہ جو مزے سے انکی گفتگو سن رہی تھی۔

زراد کی بات پر حیران ہوتے اسے گھورا۔

"اب نظروں کے تیر چل رہے ہیں۔ میں تو تیار تھا تیری بھابھی کا نکلنے کا موڈ نہیں تھا" مسلسل شرارتی لہجے میں کہتا وہ فہما کی گھوریوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"واقعی بیٹا تو نے دونوں میں اتنی ترقی کرلی ہے کہ ایسے معاملات شروع ہوگئے ہیں تم دونوں میں پھر تو اگلے مہینے تو مجھے چچا بننے کی خوشخبری سنائے گا۔" سفیان بھی اسی کی طرح شرارتی لہجے میں بولا۔

"اچھا اب زیادہ بک بک نہیں کر" اسکی بات پر اس نے قہقہہ لگایا۔

"اوکے جانی ویٹنگ" سفیان نے بھی مسکراتے ہوئے فون بند کیا۔

"شرم تو نہیں آتی آپکو سفیان بھائی سے ایسی باتیں کرتے ہوئے اور میں نے کب دیر لگائی ہے۔ لپ اسٹک تک تو لگائی نہیں" جیسے ہی اس نے فون بند کیا فہما نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی۔

"میری جان کو ضرورت بھی نہیں ان چیزوں کی" زرار نے اسکے گالوں کو پیار سے انگلی سے چھوتے ہوئے کہا۔ ٹی پنک کلر کا خوبصورت سوٹ پہنے اور ہم رنگ دوپٹہ لیئے وہ ویسے ہی اسکے دل میں اتر رہی تھی۔ جبکہ وہ خود وائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنے اپنے تیکھے نقوش اور چہرے پر سجی بیرڈ میں بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"وہاں کون کون ہوگا" فہما نے اسکا دھیان خود سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ایک دو فرینڈز ہوں گے سیفی اور بھابھی کے علاوہ"

"صحیح" اس نے کہتے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر پلیئر آن کیا۔

Robot Koch

کی خوبصورت آواز نے انہیں اپنے حصار میں لیا

Caught in the riptide

I was searching for the truth

There was a reason

I collided into you

Calling your name in the midnight hour

Reaching for you from the endless dream

So many miles between us now

But you are always here with me

Nobody knows why

Nobody knows how and

This feeling begins just like a spark

Tossing and turning inside of your heart

Exploding in the dark

Oh inside me

I find my way

Back to you

Back to you

Two words

In your hands

In your hearts

It's whole universe

You are always here with me

زرادنے اسکی اداس شکل دیکھتے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھٹنے پر رکھا اور ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتا رہا۔

"کیا بات ہے" اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ایسا لگ رہا ہے یہ بے فکری کے لمحے، آپکا ساتھ، یہ سب ایک خواب ہے۔" اس نے اداسی سے کہا۔

"حسرت ہی رہ جائے گی آپکی ہنسی دیکھنے کی۔ لگتا ہے اسی حسرت میں کوچ بھی کر جاؤں گا" زرادنے دہائی دیتے ہوئے کہا۔

"اللہ نہ کرے کیسی فضول باتیں کرتے ہیں" فہمانے دہل کر کہا۔

"تو اور کیا یار میں آپکا موڈ ٹھیک کرنے کے لیئے آپکو لایا ہوں اور آپ ہو کہ میرا دماغ خراب کر رہی ہو" زرادنے چڑ کر کہا۔

سب انہیں لیئے ایک ٹیبل پر آئے جہاں کیک رکھا تھا جس پر ویلکم لکھا ہوا تھا۔

"ویلکم ان آر گروپ بھابھی "سب نے یک زبان ہو کر فہما کو کہا۔اس نے مسکراتے ہوئے سب کا شکریہ ادا کیا۔

سب کچھ اتنا انوکھا اور اچھوتا لگ رہا تھا۔زراو کے حوالے سے سب اسے بھابھی بلا رہے تھے اور یہ حوالہ اسے بہت عزیز تھا۔

اس نے اور زراو نے مل کر کیک کاٹا۔

"یہ چھوٹی سی گیٹ ٹو گیدر ہے گرینڈ والی ہم آپکو اس کیس کے سالو ہونے کے بعد دیں گے۔"فہما نے زیر لب ان شاء اللہ کہا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں سوئمنگ پول کے پاس آہستہ آہستہ قدم سے قدم ملا کر چل رہے تھے۔چاندنی شعاعیں پانی پر پڑتی ہر منظر کو روشن کر رہی تھیں۔

"پتہ ہے یہاں ایسے چلتے ایک چیز کی بہت خواہش ہو رہی ہے "فہما کا واقعی یہاں آ کر دھیان بٹ گیا تھا۔

"کیا "زراو جو ہاتھ پیچھے باندھے سر کو قدرے جھکائے چل رہا تھا بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"یہی کہ کبھی آپکے ساتھ سمندر کی گیلی ریت پر ایسے ہی چلوں "اسکی خواہش جان کر زراو کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا سمیع کی کال آئی۔

"ہیلو سمیع خیریت "زراو نے جلدی سے اسکی کال اٹینڈ کرتے کہا

"سر وہ نمبر جو سرمد چودھری کے زیر استعمال تھا دو پہر سے بند ہے"

"کیا کہہ رہے ہو یار۔۔۔۔چیک کرو پھر کوئی اور نمبر۔۔اپنے اس دوست سے بات کرو جو اس کمپنی میں ہے جس کا وہ نمبر استعمال کر رہا تھا۔"

زراد کے چہرے سے اب کی بار ہلکی سی پریشانی جھلکی۔

"سر میں نے چیک کروایا ہے"

راسٹ کال کب ہوئی تھی سے موبائل سے"

"سر وہی ٹرکوں سے ریلیٹڈ"

"مختلف کمپنیز کی انفارمیشن اکٹھی کرو ہمارے لیئے اسکا نمبر لینا بہت ضروری ہے"

"اوکے سر میں ٹرائی کرتا ہوں"

"ٹرائی نہیں کرنا جلدی پتہ کرنا ہے"

"جی سر"

"کیا ہوا" جیسے ہی زراد نے کال بند کی فہما نے پوچھا۔

"اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا ایک انجانے نمبر سے کال آئی پی سی او کا لگ رہا تھا۔

"ہیلو زراد اسپیکنگ" زراد نے کال اٹھاتے کہا۔

"ہیلو میری جان سنا ہے بڑے دم خم والے ہو" زراد نے حیرت سے اس اجنبی کی بات سنی۔وہ آواز نہیں پہچان سکا۔

"سوری آپ کون ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں"

زراد تعجب سے بولا۔

"بیٹا میں وہ زخمی شیر ہوں جس کی کچھار میں تو نے ہاتھ ڈالنے کی غلطی کی ہے بڑے طریقے سے تو نے مہر النساء کو بے وقوف بنایا ہے مگر مجھے تو جانتا نہیں۔ بہت غلط جگہ پنگا لے بیٹھا ہے" اب کی بار زرار کو سمجھ آ گئی کے دوسری جانب کون ہے۔

"بیٹا میں نہ صرف شیر کو زخمی کرنا جانتا ہوں بلکہ اسکے چیر پھاڑ کر بھی رکھ دیتا ہوں۔ جہاں سے بھی تو نے میرے بارے میں انفارمیشن لی ہے اس نے آدھی ادھوری دی ہے" زرار اس سے کہیں زیادہ پھنکار کر بولا۔

"ہاہاہا، آئی لائک اٹ۔۔۔۔ دشمن جتنا ہوشیار ہو لڑنے کا اتنا ہی مزہ آتا ہے"

"بے شک تو پھر چھپ کر وار کرنے کی کوشش میں کیوں ہو سامنے آؤ تاکہ لڑنے کا مزہ دوبالا ہو" وہ بھی زرار تھا بڑے بڑے سورماؤں کا اس نے قصہ تمام کیا تھا۔ سرمد چودھری کا جواب ہوا۔

"ضرور ضرور آئیں گے جلد ہی ابھی تو آغاز ہے" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

"کون تھا کیا ہوا ہے" قبر کو اتنا تو اندازہ ہو گیا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔

"سرمد چودھری مہر النساء کے ذریعے مجھ تک پہنچ گیا ہے۔" زرار کی بات پر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

"اب کیا ہوگا" اس نے تشویش سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہو گا ڈیئر آپ کیوں ٹینس ہو رہی ہو ہم ہیں نا" زرار نے اسکے کندھے پر اپنا دایاں بازو حمائل کیا اور اسے لیے رہائشی حصے کی جانب آیا۔

وہ جان گئی کے وہ اسے بہلا رہا ہے۔

اندر جا کر اس نے سب کے ساتھ ڈسکس کیا۔ مسئلہ اب یہ تھا کہ اسے ٹریس کیسے کیا جائے کہ وہ کہاں ہے۔
کیونکہ جو لوگ اسکے فارم ہاؤس کی نگرانی کر رہے تھے انہوں نے اطلاع دی تھی کہ سرمد چودھری نے فی الحال وہاں پناہ نہیں لی ہے۔

"ایک آئیڈیا مجھے آیا ہے مگر وہ سننے کے بعد سب نے ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر جواب دینا ہے" فہما نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بتائیں" زراد نے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ مہر النساء جانتی ہوگی۔ کیونکہ اپنے دونوں غلط کام وہ اسی کے توسط سے کر رہا ہے تو ایسا کرتے ہیں میں کل وہاں واپس جاتی ہوں ہو سکتا ہے کچھ پتہ چل جائے"

"نہیں اب آپ وہاں نہیں جاؤ گی" زراد نے اسکی بات سنتے ہی کہا۔

"اف ٹھنڈے دماغ سے سوچیں ویسے بھی میں نے تو کل جانا ہی ہے واپس" اس نے زراد کو یاد دلایا۔

"مگر اب میری پوزیشن انکی نظروں میں کھل کر آگئی ہے اور وہ آپکو بھی اسی پیرائے میں دیکھیں گے۔" زراد نے قطعیت سے کہا۔

"ویسے بھی یہ بہت رسکی ہے بھابھی" سفیان نے بھی کہا۔

"میرے خیال میں فہما ٹھیک کہہ رہی ہے آپ لوگ ایک چپ اسکو لگا دیں جس سے آپ وہاں کی سب گفتگو سن لیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اب وہ مہر النساء کو اس سب قصے سے نکال باہر کرے گا۔ آخر کو ابھی اسے لڑکیوں کو اسمگل کرنے والا کام اسی سے کروانا ہے۔

"بالکل" فہد نے فوراً کہا۔

"جیسے بھی ہے ہم پتہ کروا دیں گے مگر یہ کام میں نے نہیں کرنا۔" زراد نے غصیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

"سفیان بھائی چیپر تا۔۔۔ دیکھیں اگر آپ وہ چیپ لگا دیں گے تو کسی بھی ایشو میں مجھے ایزلی ریسکیو کر سکتے ہیں اٹس ناٹ آ بگ ڈیل"

"فہد ہمارا اس سب میں انوالو ہونا اور معانی رکھتا ہے" زراد نے اسے ٹوکا۔

"کیا آپ نہیں چاہتے کہ میں اپنے ملک کے لیئے کچھ کروں۔۔۔"

زراد سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ بات اسکی ٹھیک بھی لگ رہی تھی مگر وہ کیسے اپنی زندگی کو ایسی مشکل میں ڈال دیتا

میرے خیال میں یہ بھی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ جب ہم اسے ٹریس آؤٹ کریں گے تو اسے پکڑنا مشکل نہیں ہو گا۔ مگر اسکے لیئے ہمیں اسکے لیئے بہت الرٹ رہنا پڑے گا۔ کچھ لوگ ہر وقت مہر النساء کے گھر کی پہرہ داری کریں گے۔ اسکے علاوہ ہمارے مائیکرو فونز بھی انکی نظروں میں نہیں آئے جس سے ہم با آسانی وہاں کی گفتگو سن سکتے ہیں" سفیان اور باقی سب بھی فہد کی بات سے متفق ہوئے۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ وہ رات وہیں سب گزار کر فہد کو اگلے دن زراد کا کوئی تحت رکھنے والا بن کر وہاں چھوڑ آئے گا۔

کچھ دیر مزید اگلا لائحہ عمل طے کر کے سب سونے کے لیئے مختلف کمروں میں چلے گئے۔ فہما کچن میں پانی پینے کی غرض سے گئی۔ جبکہ زراد وہیں لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے گردن موڑ کر کچن میں موجود فہما کو دیکھا۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور پھر کچن کی جانب اس نے قدم بڑھائے۔

فہما جو کرسی پر بیٹھی پانی پی رہی تھی مڑ کر اس نے زراد کو اندر آتے دیکھا اور پھر واپس چہرہ موڑ لیا۔

زراد اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چائے بنا کر دے سکتیں ہیں" وہ مسلسل اسے اپنی نظروں کی گرفت میں رکھے ہوئے تھا۔

"جی کیوں نہیں" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی پھر اٹھ کر چین میں دودھ اور پتی ڈالی۔

وہ زراد کی کچھ کہتی نظروں سے خود کو بچانے کے لیئے ادھر ادھر کی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔وہ کہنیاں میز پر جمائے بیٹھا تھا۔ فہما کی جانب اسکی پشت تھی

"محبت کبھی کبھی بہت بری طرح اپنا خراج وصول کرتی ہے کہ انسان کے پاس اسکے آگے جھکنے کے علاوہ کوئی دوسری آپشن باقی نہیں رہ جاتی۔۔۔کیا خیال ہے آپکا" زراد کی کچھ جتاتی نظروں میں اسے اس لمحہ دیکھنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگا۔

"آپ لوگ بھی تو اپنوں کو چھوڑ کر خطروں سے کھیلتے ہیں۔۔۔اگر میں بھی خود کو اس ملک کے لیئے کسی صورت کام میں لانا چاہتی ہوں تو اس میں اتنا بڑا مسئلہ کیا ہے۔" فہما نے جھنجھلا کر اس سے پوچھا۔

"یہ ہمارا پروفیشن ہے ہماری ٹریننگ ہی اسی بنیاد پر ہوتی ہے کہ ہمیں ہر وقت خود کو اس ملک کے لیے پیش کرنا ہے۔۔۔ مگر یہ آپ کا فیصلہ۔۔۔" زراد کو لگا وہ اس وقت بے بسی کی انتہا پر ہے۔ اس نے بے اختیار ہاتھوں پر سر گرایا۔

فہما نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"پلیز آپ کو تو مجھ سے زیادہ میرے جذبے کو سمجھنا چاہیئے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر میری جان اس ملک کے لیئے قربان ہو جائے کیا اس سے بڑی کوئی سعادت ہوگی۔"

"شٹ اپ" وہ غصے سے دھاڑا۔ آج اسکو احساس ہوا تھا کہ خود کو موت کے منہ میں دینا کہیں زیادہ آسان ہے مگر اپنے بہت پیاروں کو موت کے منہ میں دھکیلنا کس قدر تکلیف دہ ہے۔

اس سے پہلے کے فہما کچھ کہتی چائے اٹھنے ہی لگی تھی اس نے تیزی سے چولہا بند کیا۔ کپوں میں چائے انڈیلی۔ ایک کپ زراد کو پکڑایا اور دوسرا آپ لیئے اسکے ساتھ کرسی پر بیٹھی۔

"میں اس لذت کو چکھنا چاہتی ہوں جو آپ لوگوں کو اتنا نڈر بنادیتی ہے شاید میری زندگی کا مقصد یہی ہو" زراد نے ہاتھ نیچے گراتے فہما کی روشن آنکھوں میں دیکھا۔

"میں نے بہت زیادہ تو نہیں مگر آپکے ساتھ زندگی کے بے فکرے دن گزارنے کی تھوڑی سے پلیننگ کی تھی۔" زراد کے لہجے پر اسکے دل نے اس سے بغاوت کی۔

"نکاح ایک کمٹمنٹ ہے کہ ہم اپنے شریک سفر کے ہر اچھے اور برے وقت میں اسکا ساتھ دیں گے۔ میں اسی ایک کمٹمنٹ کو نبھانا چاہتی ہوں" فہما نے عزم سے کہا۔

"یعنی آپ نے اپنے فیصلے سے ہٹنا نہیں" زرادنے اسکی پرعزم آنکھوں میں دیکھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

زرادنے بے بسی سے ہونٹ بھینچے۔

"اگر مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو میں دعا کروں گی کے اللہ مجھے جنت میں بھی آپکا ساتھ دے۔" فہما نے پہلی مرتبہ اسکا ہاتھ خود سے تھامتے ہوئے کہا۔

زرادنے بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اسے کہیں روک لینے کی چاہ شدت سے دل میں ابھری تھی۔

"بہت مشکل لگ رہا ہے یہ سب" زرادنے بے چارگی سے کہا۔

"اللہ آپکی ہر جگہ حفاظت کرے۔ اللہ سے دعا کروں گا کہ میری امانت کی ہر قدم پر حفاظت فرمائیں" زرادنے اسے خود میں زور سے بھینچا۔دل کیا اسے خود میں کہیں چھپالے۔

اس نے خواہش کی اس رات کی صبح کبھی نہ آئے۔ مگر بہت سی خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔

اگلے دن صبح جیسے ہی فہما جانے کے لیے تیار ہوئی۔ زرادنے اسکے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک انگوٹھی پہنائی جس میں ایک چھوٹی سی چپ لگی تھی۔

"اس چپ کے تھرو آپکی ڈیٹیکشن۔۔۔ آپکی موومنٹ ہر چیز ہمارے سسٹم میں آجائے گی۔ سو آپ نے اس رنگ کو بالکل بھی نہیں اتارنا۔" زرادنے فہما کو سمجھایا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ فراز جو کہ زراد اور سفیان کا نہ صرف دوست تھا بلکہ انکی ٹیم میں بھی شامل تھا۔ وہ ایک رکشے میں رکشہ چلانے والے کے حلیے میں موجود تھا۔ سر پہ ٹوپی پہنے آنکھوں میں کاجل لگائے کندھوں پر کپڑا رکھے۔

سب نے اسکا حوصلہ بڑھایا۔ رکشے میں بیٹھنے سے پہلے اس نے زراد کو دیکھا جو اسکے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اپنے دل کو ڈوبتا محسوس کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد فہماء مہر النساء کے سامنے تھی جو خشمگیں نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"کہاں ہے تیرا عاشق اتنی بھی اس میں ہمت نہیں تھی کہ خود چھوڑنے آتا۔ شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے مجھے کیا پتہ تھا آستین کا سانپ پال رہی ہوں۔ مگر تیرا ابھی سب انتظام کر دیا ہے بس ایک دو دن میں تجھے ایسی جگہ پہنچا دیں گے کہ تیرا عاشق تیرا سراغ بھی نہیں پا سکے گا"

"کیا کہہ رہی ہیں میں کچھ سمجھی نہیں" فہماء نے ناسمجھی کا مظاہرہ کیا۔

"اتنی تو بچی کہ سمجھ نہ آئے۔۔۔۔ وہ جو تیرا عاشق تجھے یہاں سے لے کر آیا تھا سیکرٹ ایجنٹ تھا۔" مہر النساء نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کیا!!! واقعی مگر اس نے تو مجھے نہیں بتایا" فہماء نے جس شاندار ی سے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔ مہر النساء خود گڑبڑا گئی۔

"بکواس نہ کر" وہ غصے سے غرائی۔

"وہ تو کوئی بزنس میں تھا۔" مہر النساء سچ میں گڑبڑا گئی۔

"اچھا چل ابھی تو اپنے کمرے میں دفع ہو۔

فہما کو حقارت سے کہتے ساتھ ہی اس نے کسی کا نمبر ملایا۔ وہ بھی سمجھی کہ فہما جا چکی ہے جبکہ فہما چپکے سے 10 انچ کے ساتھ موجود کچن میں چلی گئی۔ شکر تھا کہ اس وقت کوئی اور نہیں تھا۔

وہ دم سادھے وہاں کھڑی رہی جہاں سے مہر النساء کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو! ہاں سرکار وہ لڑکی جو وہ ڈھونڈ رہے تھے وہ واپس آگئی ہے خود ہی اور اسکی اصلیت سے بھی بے خبر ہے۔ چلیں ٹھیک ہے کتنے بجے آپ آئیں گے۔ صحیح ہے" یہ کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا۔

فہما کچن کے دوسری جانب سے باہر نکلنے والے دروازے کی جانب تیزی سے بڑھتے باہر لان کی جانب نکل گئی۔

کمرے میں آتے ساتھ ہی فہما نے اپنے ہینڈبیگ میں سے موبائل نکالا۔ جو وہ آتے ہوئے ساتھ لے آئی تھی۔ زراد کے میسجز تھے۔ جن میں اسکی خیریت ہی پوچھی گئی تھی۔ اس نے سارے میسجز پڑھ کر باری باری ڈیلیٹ کیے۔

وہ جانتی تھی کہ زراد نے مہر النساء سے ہونے والی ساری گفتگو سن لی ہے۔

زراد کا رنگ ٹون آرہا تھا۔ دروازے کو لاک کرکے اس نے بیڈ کے ساتھ نیچے بیٹھ کر تکیہ منہ کے بالکل پاس رکھتے ہوئے جلدی سے کال پک کی۔

"ہیلو ٹھیک ہو تم فہما" زراد کی پر تشویش آواز سن کر اسے سمجھ نہیں آیا۔ روئے یا خوش ہو اندھے کنوئیں میں وہ کود تو گئی تھی۔ مگر اس سے نکلنے کی کیا صورت ہو گی وہ نہیں جانتی تھی۔ نکلے گی بھی یا نہیں یہ بھی نہیں جانتی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں"

"اس وقت کہاں سے بات کر رہی ہو"

"میں کمرے میں ہوں جو مہر النساء نے پہلے بھی مجھے دیا ہوا تھا۔" بہت آہستہ آہستہ وہ بول رہی تھی

"اچھا ایک کام کرنا میرے اور شزا بھابھی کے جتنے بھی میسجز ہیں وہ سب اپنے موبائل میں سے ڈیلیٹ کر دینا اور شزا بھابھی کا نمبر بھی۔ صرف میرا نمبر آپکے موبائل میں رہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ موبائل آپکے پاس کب تک وہ رہنے دیتے ہیں اور اگر کسی کے ہاتھ لگ گیا تو آپ نے جو میرے پروفیشن سے لا تعلقی کا کہا ہے کہیں وہ ڈرامہ نہ کھل جائے اور اگر ایسا ہوا تو یہ لوگ آپ کو کسی بھی حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔۔ اللہ نہ کرے"

اسے ضروری ہدایات دیتے اس نے اپنے خدشوں کا ذکر کیا۔

"میں کسی مشن میں گھبرایا نہیں جتنا آپکی وجہ سے یہ مشن مجھے خوفزدہ کر رہا ہے" زراد نے ناراض لہجے میں کہا۔

"آئم سوری" اسکے ناراض لہجے پر بھی اسے بے اختیار زراد پر بے حد پیار آیا۔

"بٹ آئی لو یو یار۔۔۔۔۔ خیر اپنا خیال رکھنا" زراد نے پہلی مرتبہ اپنی محبت کا اس طرح اظہار کیا تھا یہ سوچ کر زندگی انہیں دوبارہ یہ موقع دے یا نہ دے۔ دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔

زراد کے فون بند کرتے ہی فہم تھی، وضو کیا اور اس مشن کی کامیابی کے لیئے حاجت کے نفل پڑھنے اٹھ کھڑی ہوئی۔

شام میں مہر النساء اسکے کمرے میں آئی۔

"باہر آؤ ذرا" کہتے ساتھ ہی وہ فیہا کے کمرے سے چلی گئی۔

اس نے اچھے سے دوپٹہ اوڑھا۔دل میں جتنی سورتیں یاد تھیں خود پر پڑھ کر پھونکیں اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

جیسے ہی لاؤنج میں پہنچیں ایک اونچا لمبا آدمی چہرے پر کرخت تاثرات لیے کالی شلوار قمیض پر کالی ہی واسکٹ پہنے ہاتھ میں سگار پکڑے بہت کروفر سے بیٹھا تھا۔

فیہا کے سامنے آتے ہی جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

فیہا نے دل میں اللہ سے اپنا اعتماد برقرار رکھنے کی دعا مانگی۔

"تو تم ہو اس خبیث کی منظور نظر" فیہا جان گئی اس نے کس کا کہا ہے دل تو کیا زرداد کو گالی دینے والے کا منہ نوچ لے۔ مگر اس وقت اسے ہر بات برداشت کرنی تھی۔وہ خاموش ہی رہی۔

"کوئی موبائل ہے اسکے پاس ابھی سچ اور جھوٹ کا پتہ چل جائے گا۔" اس نے مہرالنساء کو مخاطب کیا۔

"موبائل کہاں ہے تیرا"

"کمرے میں" اس نے مختصر جواب دیا۔شکر تھا کہ وہ زرداد کے کہنے پر عمل کر چکی تھی۔زرداد کی دوراندیشی کو اس نے دل میں سراہا۔

"جا جواد اس کا موبائل لے کر آ" مہرالنساء نے جواد کو مخاطب کیا وہ مودب بنا کھڑا تھا۔

تیزی سے اندر کی جانب بڑھا اور اتنی دیر فیہا سرمد چودھری کی چبھتی نظروں کو خود پر محسوس کرتی رہی۔

جواد واپس آیا اور موبائل سرمد چودھری کی جانب بڑھایا۔ فہما نے ایک عقل مندی اور کی تھی کہ زراد کی کچھ دن پہلے تک کی سب کالز کا ریکارڈ بھی ڈیلیٹ کر دیا تھا۔ اکال ریکارڈ بس تبھی تک کا آ رہا تھا جب وہ یہاں تھی۔

سرمد چودھری جو اس امید پر بیٹھا تھا کہ فہما کے جھوٹ کا پول کھل جائے گا کہ وہ زراد کی حقیقت سے ناواقف نہیں ہے مگر اسکے موبائل میں ایسا کچھ نہ ملنے پر وہ غصے میں پاگل ہو گیا۔

صوفے سے کھڑے ہوتے کسی چیل کی طرح فہما کی جانب آیا۔ اور پے در پے اسکے چہرے پر تھپڑوں کی برسات کی۔

"بکواس کرتی ہے حرامزدی۔۔۔۔۔ بہت شاطر ہے یہ بھی۔ اس کو آج اور ابھی میرے فارم ہاؤس پر پہنچاؤ پرسوں اسمگل ہونے والی لڑکیوں میں یہ سب سے پہلے جائے گی دبئی کے گدھ جب اسکی ہڈیاں تک نوچ کھائیں گے تب میں دیکھوں گا کہ اسکے عاشق کا کیا حال ہوتا ہے۔ مجھ سے پنگا لیا ہے نا اب ساری عمر اسکا سراغ نہیں پا سکے گا۔ ساری افسری نکل جائے گی۔ آج رات میں بھی وہاں جا کر جشن مناؤں گا اور وہ (گالی) روئے گا۔"" وہ واقعی زخمی شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا۔ فہما نیچے گری اپنے آنسو روکنے کے جتن کر رہی تھی۔ گال سنسنا رہے تھے۔ مگر اب عزم اور پختہ ہو گیا تھا اس شیطان صفت انسان کے خلاف ڈٹ جانے کا۔

زراد اور اسکی پوری ٹیم اس وقت ہیڈ آفس کے کمرے میں بیٹھی اس چپ کی مدد سے مہرانساء کے گھر ہونے والی سرمد چودھری کی بکواس سن رہی تھی۔ فہما کا جانا جہاں انکے لیے فائدہ مند ثابت ہوا تھا وہیں اسکی بکواس اور فہما کے چہرے پر پڑنے والی تھپڑوں کی آواز نے زراد کے اندر اشتعال بھر دیا۔ ہاتھ میں پکڑے بال پوائنٹ پر گرفت اس قدر مضبوط ہوتی گئی کے وہ دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ سب نے ٹک کی آواز پر زراد کی جانب دیکھا جو بند مٹھی

ہونٹوں پر رکھے۔ اپنے غصے کو قابو کرنے کے جتن میں تھا نہیں تو دل چاہ رہا تھا کہ سرمد چودھری کو گولیوں سے بھون ڈالے جس نے اسکی زندگی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانے کا سوچا ہے اور فہما کے گالوں کو ہاتھ لگایا ہے۔

سفیان نے اسکی کیفیت سمجھتے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"آج رات ہی ریڈ کے لیئے تیار ہو جاؤ میں اس سرزمین کو اس شخص کے گندے وجود سے آج کی رات پاک کر دینا چاہتا ہوں" زراد نے کسی کی بھی جانب دیکھے بنا اپنا فیصلہ سنایا۔ سب نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں شام کے پانچ بجے تھے۔

"سب اپنا اپنا یونیفارم پہنیں اور کچھ دیر بعد مجھے ٹیبل پر اسکے فارم ہاؤس کا نقشہ ملے۔" کہتے ساتھ ہی وہ بھی کرسی پیچھے دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیار ہونے چل پڑا

ہیڈ کوارٹر میں اس روم کی جانب زراد بڑھا جہاں اسکا یونیفارم موجود تھا۔ پہلے اس نے وضو کیا۔ اسکے اٹھتے ہر قدم میں ایک عزم تھا۔ وضو کر کے اس نے یونیفارم پہنا پھر جائے نماز بچھا دی۔ دو نفل حاجت کے پڑھے۔

سلام پھیر کر جب ہاتھ اٹھائے تو اس ملک کے بعد جو سب سے پہلا خیال آیا وہ فہما کا تھا اسکی اس اذیت کا تھا جو کچھ دیر پہلے اس نے اٹھائی تھی۔ ابھی تو وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ فہما زراد کے نکاح میں ہے نہیں تو نجانے اسکا کیا حشر کرتے۔

"اے اللہ میں نے اپنی ہر فکر اور پریشانی آپکے سپرد کی۔ میرا ہر رشتہ میری یہ جان میری ہر چیز آپ پر اور آپکے محبوب پر قربان۔ اے اللہ میری زندگی کا مقصد آپ نے برائی کا خاتمہ کرنا لکھا ہے۔ آج پھر میں انسانوں کا

استحصال کرنے والے شیطان کے خلاف جنگ لڑنے جارہا ہوں مجھے کامیاب فرمائیے گا۔ حق اور باطل کی جیت میں میری رہنمائی اور مدد کروائیے گا۔

اور میری چاہت میری عزت کی کوئی بے حرمتی نہ کرے۔ میں نے ہمیشہ لوگوں کی امانتوں اور عزتوں کی حفاظت کی ہے میری عزت اور امانت کی بھی بالکل اسی طرح ان درندوں میں حفاظت کروائیے گا آمین "کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ بوٹس پہنے کنفرڈ کیں۔ کہیں سے وحشت یا گھبراہٹ نہیں جھلک رہی تھی۔ ایک عجیب سا اطمینان تھا اس کے چہرے پر۔

واپس میٹنگ روم میں جب وہ پہنچا سب آل ریڈی یونیفارم میں تیار کھڑے تھے۔

اس نے نقشے پر مختلف ایریاز کو ہائی لائٹ کیا جہاں جہاں سے انہوں نے اس پورے فارم ہاؤس کو گھیرے میں لینا تھا۔

سفیان نے اتنی دیر میں قہوہ ون چپ کو چھوٹی چھوٹی ڈیوائسز کے ساتھ اٹیچ کیا جن سے بینڈ فریز کی مدد سے زراد کے علاوہ پانچ اور لوگ جو اس ساری ٹیم کو لیڈ کریں گے وہ وہاں کی گفتگو سن سکیں گے۔

"مورالز "جس وقت سب تیاری مکمل ہوگئی زراد نے نعرہ لگایا ان سب کے چہروں پر کالی سیاہیوں کے نشان گالوں اور ماتھے پر تھے۔

"ہائی سر"سب یک زبان ہوئے

"اپ ٹو ڈی"

"سکائی سر"زراد نے انکے جواب پر ست کو انگوٹھے اونچے کر کے تھمز اپ کا اشارہ کیا۔

"آئی نیڈ آل آف یو ٹو بی فاسٹ اینڈ ڈیٹرمنڈ ٹل یور لاسٹ بریتھ "اس نے سب کا مورال اور بلند کیا۔

"پاکستان"

"زندہ باد" پورا آفس اس نعرے سے گونج اٹھا۔

یہ کہتے ساتھ ہی زراد سب سے آگے دروازے کی جانب بڑھا اور اسکے پیچھے ایک قافلہ اپنے عزائم لیئے اس رات کی سیاہی کو صبح کے اجالے میں بدلنے چلا۔

رات میں ایک گاڑی مہرالنساء کے گھر آئی۔ فبہا کے ہاتھوں کو رسیوں سے باندھا، اسکے منہ پر ٹیپ لگائی اور آنکھوں پر کالی پٹی باندھ کر ایک گاڑی میں بٹھایا۔ زراد کے وہ بندے جو مہرالنساء کے گھر کی پہرہ داری کر رہے تھے انہوں نے اسے اطلاع دی کہ فبہا کو فارم ہاؤس لے جایا جا رہا ہے۔ اسکے پیچھے ایک اور گاڑی نکلی جس میں سرمد چودھری بیٹھا تھا۔

نہ جانے کتنی فاصلے طے کر کے اور کن کن راستوں سے گزر کر یہ گاڑیاں فارم ہاؤس پہنچیں۔

فبہا آنکھوں پر پٹی بندھی ہونے کے باعث کسی جگہ کو دیکھ رہ پائی۔

دو آدمیوں نے اسے گاڑی سے اتارا، ابھی بھی اسکی آنکھوں پر پٹی جوں کی توں تھی۔ کچھ دیر اور چل کر راہداری سے میں راکر ایک بڑا سا لکڑی کا منقش دروازہ کھول کر اسے اندر لے جایا گیا۔ پھر ایک کمرے کے آگے رک کر تالا کھولنے کی آواز آئی اسے اندر دھکیل کر اسکی آنکھوں سے پٹی اتاری۔

جوں ہی اسکی نظر سامنے پڑی دو اور لڑکیاں بھی وہاں موجود تھیں دونوں کی حالت بہت بری تھی۔ جگہ جگہ چہرے پر انگلیوں کے نشان بال بکھرے۔ فبہا کا دل انہیں دیکھ کر کٹ گیا۔

"جیسے ہی وہ بندہ وہاں سے گیا وہ انکی جانب بڑھنے لگی مگر ایک لڑکی نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

فہما نے کچھ نہ سمجھتے اسے دیکھا۔

اس نے ہاتھ پر کچھ لکھا۔ فہما اب بھی نہ سمجھ سکی پھر اس نے دوبارہ لکھا تو اسکی انگلی کے اشارے سے سمجھ آیا کہ وہاں مائیکرو فون فٹ کیئے گئے ہیں جو کہ یقیناً انکی آپس کی گفتگو سننے کے لیئے تھے۔ فہما خاموشی سے دیوار کے پاس نیچے بیٹھ گئی۔ کمرہ بالکل خالی تھا سوائے ایک کارپٹ کے اور کچھ نہیں تھا۔

سرمد چودھری کے فارم ہاؤس سے کچھ پہلے جنگل سا آتا تھا۔ انہوں نے اسکے اندر لے جا کر اپنی گاڑیاں روکیں تا کہ سڑک پر جانے والی کوئی گاڑی وہاں کھڑی گاڑیوں کو نہ دیکھ لے۔

اب گروپس کی شکل میں وہ آہستہ آہستہ جنگل کے راستے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ کچھ درختوں پر موجود دوربین کی مدد سے علاقے کا جائزہ لے رہے تھے۔ اسکے فارم ہاؤس کے ارد گرد بہت سے لوگ پہرہ داری پر لگے تھے۔

زراد کے ماتحتوں نے رینگتے ہوئے اس علاقے کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ارد گرد بڑی بڑی گھاس موجود تھی جس میں انکے رینگتے جسم کسی کو رات کے اندھیرے میں پتہ نہیں چل سکتے تھے۔ بغیر کوئی آواز پیدا کیئے آہستگی سے کسی سانپ کی طرح وہ آگے بڑھ رہے تھے۔

انکے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے بم کی شکل میں زہریلی گیس والے بم تھے جن کے پھٹنے اور گرنے کی کوئی آواز نہیں آتی تھی۔ مگر زمین پر گرتے ہی اسکی پتلی جھلی پھٹ جاتی تھی اور اتنی تیزی سے وہ انسان کو بے ہوش کرتی تھی کہ انہیں بچنے یا بھاگنے کا وقت نہیں ملتا تھا۔

زراد کے ماتحت جو درختوں پر بیٹھے ہدایات دے رہے تھے اور وہاں کے پہرہ داروں کی لوکیشن بتا رہے تھے انکے مد بو مز کا اشارہ دیتے ساتھ ہی زراد نے اپنے مائیکروفون میں "تھرو دا بو مز کا حکم دیا۔

انہوں نے خود ایسے ماسک پہن رکھے تھے جس کے باعث وہ گیس انکے ماسک کو پاس کر کے انکے ناک میں نہیں آتی تھی۔

بو مز پھینکنے کے دو منٹ بعد جیسے ہی انکے ماتحتوں نے بتایا کہ سب کے سب پہرے دار بے ہوش ہو چکے ہیں اور اب وہ فارم ہاؤس کے گردونی دیواروں کو پھلانگ کر اندر جا سکتے ہیں زراد نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے سب کو فالو کا اشارہ دیا۔

اس جادو کی پڑیا کو لے کر آؤ" سرمد چودھری نے صوفے پر بیٹھتے شراب کا گلاس سامنے رکھے ٹانگیں سامنے ٹیبل پر پھیلائے اپنے ماتحت کو کہا۔

ایک ہاتھ میں انکے سگار اور دوسرے ہاتھ میں بیلٹ تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ فہما کو لے کر آیا۔

سرمد چودھری نے اپنی نشے میں ڈوبی آنکھیں اس کے وجود پر گاڑھ دیں۔

"حسن کی دیوی وہاں کیوں کھڑی ہے ادھر آنا" سرمد چودھری نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

وہ دل میں اللہ کے کلام کا ورد کرتے آگے بڑھی۔

" کتنی راتیں گزاری ہیں تو نے اس مشٹنڈے کے ساتھ "

"ابھی کوئی پندرہ دن" فہما نے نظریں نیچے کیئے جواب دیا۔

"اور اتنی راتوں میں اس نے تجھے اپنی اصلیت نہیں بتائی" ایک اور سوال۔

"نہیں" فہما کے جواب پر اس نے اپنی غصیلی نظریں اس پر جمائیں۔ اور اسکے مقابل کھڑا ہوا

"دیکھ تو اتنی خوبصورت ہے کے تجھ پر ظلم کرنے کو دل نہیں کرتا مگر میری مجبوری ہے کہ مجھے خوبصورت لڑکیاں وہی اچھی لگتی ہیں جو بہس سے بے وقوف ہوں۔" اس نے اسکے ماتھے پر اپنی انگلی بجاتے ہوئے کہا۔

"خوبصورت اور چالاک لڑکیوں پر مجھے رحم نہیں آتا" اس نے سختی سے فہما کے جبڑے اپنے ہاتھ میں پکڑتے اسکے چہرے کے دو چار جھٹکے دیئے۔

"سیدھی طرح بکواس کر تو اسکے کس کس اڈے سے واقف ہے" سرمد چودھری کے جواب پر وہ خاموش رہی۔

"بکواس کرتی ہے کہ نہیں" اب کی بار وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ فہما کی خاموشی ابھی بھی نہیں ٹوٹی۔

اسے اپنی جگہ خاموش اور ڈٹا دیکھ کر بےکا بیلٹ تھاما ہوا ہاتھ گھما۔

اتنے وار اس نے فہما کی وجود پر کیئے یہ دیکھے بغیر کے اسکے جسم کے کس حصے پر پڑھ رہے ہیں۔

وہ ادھ موئی ہوگئی۔ وہ پاس آیا اسے سید عارکے اسکے چہرے کو پھر سختی سے پکڑ کر جھنجھوڑا جس کے منہ سے کراہیں نکل رہیں تھیں۔

"اب بتا۔۔۔" اس نے اسی جارحانہ پن سے کہا۔

"فہما نے اپنی ہوش کھوتی آنکھوں کو بمشکل کھولا اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔ اور اسکے منہ پر تھوک پھینکی۔

"مجھے زندہ بھی زمین میں گاڑ دو گے پھر بھی تم اسکی خاک تک کو نہیں پہنچ سکو گے" جناتی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آئی۔

اس سے پہلے کے سرمد غصے سے پاگل ہوتا فہما کو مزید کوئی گزند پہنچاتا۔

"یکدم فائرنگ کی آواز کے ساتھ اونچی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے۔ ہر جانب سے کمانڈوز اندر آئے۔ چھتوں سے دھڑ دھڑ کی آوازیں آئیں۔

اسکے، تحتوں کو وارث ہونے کا ماتم بھی نہ مل سکا۔

سرمد چودھری نے بھاگنے کی کوشش کی تیزی سے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا کہ اوپر سے آتے زراد نے اسے اپنی گن کے نشانے پر رکھا۔

"لڑکیاں کہاں ہیں سب" اس نے غراتے ہوئے سرمد چودھری سے پوچھا۔

"ک۔۔۔ کک۔۔۔ کون سی لڑکیاں" زراد نے گن کا بٹ اسکے ماتھے پر مارا۔

"جن کو تو بیٹیاں بنانے کے لیئے لایا تھا"

"مم۔۔۔ م۔۔۔ مجھے نہیں معلوم دیکھو مجھے کچھ نہیں پتہ میں تو خود یہاں بہت دنوں بعد آیا ہوں"

وہ گھگھیانے لگا۔

اس سے پہلے کے زراد کچھ کہتا سفیان تیزی سے اسکی جانب آیا۔

"فہما کی حالت بہت خراب ہے" زراد کے دل کو کسی نے مٹھی میں لیا مگر فرض کی ادائیگی زیادہ معنی رکھتی تھی۔

"تم اسے یہاں سے سیدھا ہاسپٹل لے جاؤ۔" زراد نے نظریں ایک پل کو بھی سرمد چودھری سے ہٹائی بنا کہا۔

سفیان الٹے قدموں بھاگا۔ فہما کے وجود کو چادر میں لپیٹا اور بازوؤں میں اٹھائے باہر کی جانب بھاگا۔

سرمد چودھری کے کچھ نہ بتانے پر زراد نے ایک گولی اسکی دائیں ٹانگ پہ ماری۔

"انہیں قدموں کا تجھے غرور ہے نا" اسکے درد سے چلانے پر زراد کے کانوں میں کچھ دیر پہلے کی کسی کی کراہیں گونجیں۔

"دیکھو میری بات سنو" اس سے پہلے سرمد کچھ اور کہتا زراد نے ایک اور گولی اسکی دوسری ٹانگ پہ ماری۔

وہ لڑکھڑاتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے گرا۔

کچھ لڑکیوں کے زراد کے ماتحت کمروں سے نکال لائے تھے جن کی حالت دیکھ کر زراد نے غصے سے سرمد چودھری کی گردن کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے کر اتنے زور سے دبایا کہ اسکی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

"اب اگر تو نے نہیں بتایا تو تیرے جسم کو اتنی ہی مرتبہ تیرے سگار سے داغوں گا جتنی مرتبہ تو نے ان لڑکیوں پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔" زراد نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

اس نے اپنی جیب سے ایک چابی نکال کر دی۔

"سیڑھیوں کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے وہاں ہیں باقی سب"

اس کے بتاتے ساتھ ہی زراد نے اپنے ایک ماتحت کو بھیجا۔

کچھ ہی دیر میں اٹھارہ لڑکیاں موجود تھیں سب کی حالت ابتر تھی۔

"ان سب کو لے جاؤ" زراد کے کہنے پر کچھ ماتحت ان لڑکیوں کو باہر کی جانب لے گئے۔

زراد نے اب کی بار دو فائر سرمد چودھری کی بازوؤں پر کیئے۔

"اب تو مجھے چھوڑ دو" وہ کراہتے ہوئے بولا۔

"یہ گولیاں تیرے بازوؤں کا غرور ختم کرنے کے لیے۔"

اب کی بار اسکی گن کا رخ اسکے سر کی جانب تھا۔

"اور یہ آخری گولی تیرے گندے ذہن کے لیے جس نے اتنی لڑکیوں کو عزت برباد کرنے کی کوشش کی۔" اور آخری گولی پر ایک دلدوز چیخ گونجی۔

اپنے ماتحتوں کو سرمد چودھری کے پکڑے ہوئے ماتحت لے کر نکلنے کا اشارہ کیا۔ رہائشی حصے سے نکلنے سے پہلے اس نے ایک ٹائم بم وہاں فٹ کیا۔

وہ اس ناپاک جگہ کو سب کے لیے عبرت کا نشان بنانا چاہتا تھا۔

ٹائم بم فٹ کر کے وہاں سے تیزی سے وہ نکلا۔ کچھ دیر بعد ایک زوردار دھماکے کی آواز فضا میں گونجی۔

زراد نے سر اونچا کر کے خدا کا شکر ادا کیا۔ اپنے ماتحتوں کے پاس آ کر نعرہ بلند کیا۔

"اللہ اکبر" سب نے اسکے پیچھے اسکا ساتھ دیا۔ وہ ناپاک فضا اجالا ہونے سے پہلے اللہ کے افضل نام سے پھر سے پاک ہو گئی

اسکی آنکھوں کے پپوٹے آہستہ سے ہلے۔ کچھ دیر بعد اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ تھوڑی سی کھول کر تیز روشنی کے باعث پھر بند کر دیں۔

"فہد میرے بچے" اسے لگا اس نے ماں کی آواز سنی ہے۔

"فہد بیٹا" ایک اور آواز آئی یہ تو ابو ہیں۔

اس نے بند آنکھوں سے سوچا۔

"بیٹا آنکھیں کھولو" اب کی بار اس نے پھر امی کی آواز سنی۔ اور پھر سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

اور اس بار اسے ماں کا چہرہ خود پر جھکا نظر آیا۔

"ا۔۔ا۔۔ا۔۔م۔۔ امی" دقت سے وہ بولی۔

"ہاں میرے بچے" انہوں نے خوشی سے جھک کر اسکے ماتھے پہ پیار کیا۔

اس نے آہستہ سے نظریں گھمائیں تو پاس ہی سفیان صاحب کو دیکھا۔ ارد گرد کے ماحول سے مانوس ہوئی تو اندازہ ہوا

وہ ہاسپٹل میں ہے۔

"ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں" اسکے ابو تیزی سے باہر کی جانب بھاگے۔

اس دن سفیان اسے لے کر ہاسپٹل پہنچا۔ فوراً ڈاکٹرز نے اسکا ٹریٹمنٹ شروع کیا۔ اسکا جسم جگہ جگہ سے ادھڑ چکا تھا۔

اسکے پورے جسم پر جگہ جگہ پٹیاں لگائیں اور کچھ دن ڈاکٹرز نے اسے غنودگی میں ہی رکھا۔

کیونکہ اگر وہ جاگ کر اپنے جسم کو ہلاتی تو اسکے زخم جلدی مندمل نہیں ہو پاتے۔

اسکی کنڈیشن دیکھ کر اب ڈاکٹرز نے اسے نیم خوابی کی دوائیں دینا بند کیں۔

شام تک وہ کافی حد تک ہوش میں آچکی تھی۔

"آپکو میرا اس نے بتایا۔ اور آپ دونوں گھر بیچ کر کہاں چلے گئے تھے" تھوڑا ہوش میں آتے فہد نے پوچھا۔

"تمہارے اغوا ہونے کے بعد ہمارا اس محلے میں رہنا دشوار ہو گیا تھا لوگوں نے دن رات تمہارے کردار کے خلاف باتیں بنا بنا کر ہمارا وہاں جینا دوبھر کر دیا۔ وہ گھر بیچ کر ہم ایک اور جگہ کرائے کے مکان میں آ گئے۔ انہی دنوں تمہارے ابو ڈپریشن کا شکار ہو کر بے حد بیمار رہنے لگے کہ کچھ دن پہلے ہمیں یہاں ہسپتال آنا پڑا۔ ایک دو دن تمہارے ابو ہسپتال میں رہے۔ انہی دنوں زراد کے ایک بندے نے ہمیں یہاں دیکھ لیا۔ زراد نے ہماری تصویریں اپنے بندوں کو دی ہوئیں تھیں۔

جس رات تم یہاں آئی اگلے دن زراد ہم تک پہنچ گیا۔ اس نے تم پر بیتنے والے ہر بات کا بتایا۔ اور بس پھر ہم سے رہا نہیں گیا۔ تمہارے ابو تو تمہارا سنتے اپنی بیماری بھول بیٹھے۔ اور بس دو دن سے ہم تمہارے پاس ہیں۔ زراد کو دیکھ کر تو میں اللہ کا بار بار شکر کرتی ہوں کہ اس نے میری بیٹی کی قسمت میں کیسی روشن پیشانی والا لڑکا لکھا تھا۔" انہوں نے چاہت سے اسے دیکھتے ساری روداد سنائی۔

"مجھے معاف کر دیں میں نے آپ دونوں کو زندگی میں پہلی مرتبہ دھوکا دیا جس کی سزا ملی مجھے" اس نے بے اختیار روتے اپنے ہاتھ انکے سامنے جوڑے۔

"نہ میرا بیٹا ایسے نہیں کہتے۔ تم سے غلطی ہوئی ہم تو کب کا معاف کر چکے ماں باپ بھی کبھی اتنے سخت دل ہوتے ہیں۔ ہم نے ہر لمحہ تمہاری حفاظت اور خیریت کی دعا مانگی ہے" اسکے ابو نے پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اسکے آنسو صاف کرتے کہا۔ وہ دونوں اسکے بیڈ کے دائیں بائیں جانب کھڑے تھے۔

اتنی دیر میں کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔

فہما نے آنسو صاف کرتے جونہی دیکھا زراد کا بشاش مسکراتا چہرہ نظر آیا۔

"ہیلو بیڈی "خوبصورت بکے ہاتھوں میں تھامے وہ اسکے بیڈ کے پاس آیا۔ فہما کے امی ابو کو سلام کیا۔

"جیتے رہو میرے بچے۔ اچھا ہوا تم آگئے میں اور تمہارے ابو چائے پی کر آتے ہیں" انہوں نے اسے دیکھ کر انہیں تنہائی کا موقع دینا چاہا۔

جب تک وہ دونوں باہر نہیں چلے گئے وہ انہیں دیکھتا رہا۔ دروازہ بند ہونے کے ساتھ ہی اس نے اپنا چہرہ واپس فہما کی جانب موڑا۔

اب اسکی مسکراتی نظریں اسکے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔ آہستہ سے بڑھتا وہ اسکے بیڈ کے پاس آیا۔ بکے اسکے پاس بائیں جانب رکھا اور کرسی کھینچ کر اسکے پاس بیٹھ گیا۔

فہما اسکی جانب دیکھنے سے کترا رہی تھی اسکی گہری جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔

"چین آگیا ہے مزہ چکھ کر" وہ اپنے بازو اسکے بیڈ پر موڑ کر رکھتا آگے کو جھکا۔

"ہاں نا" اسکی بات پر ہولے سے مسکراتے وہ بولی۔

"اف کس قدر ضدی لڑکی سے پالا پڑا ہے۔ اب کب تک ہم سے خدمتیں کروانی ہیں"

"ابھی سے تنگ پڑ گئے ہے" اس نے جتاتی نظروں سے زراد کو دیکھا۔ وہ مسکرایا اسکا ہاتھ تھاما

"میں کبھی تنگ نہیں پڑ سکتا" اسکی آنکھوں نے پیار سے اسکے چہرے کو چھوا

حالانکہ آپ بہت ارریٹیٹنگ۔ یوی ثابت ہوگی آئی بیٹ پھر بھی میں جی جان سے تیار ہوں تنگ ہونے کے لیئے "

زرا دی بات پر وہ جو پہلے مسکرا رہی تھی یکدم سنجیدہ ہو کر تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کبھی جو صحیح سے تعرف کر دیں میری" اس نے غصے سے کہا۔

"ٹھیک ہو کر میرے گھر شفٹ ہوں دن رات تعریفیں کروں گا" اسکی معنی خیز بات کا مفہوم سمجھتے اسے اپنے گال دہکتے محسوس ہوے۔

"تھینک یو" کچھ توقف کے بعد وہ بولی۔

"کس بات کے لیئے" اس نے حیران ہوتے پوچھا۔

"امی ابو کو ڈھونڈنے کے لیئے۔مجھے یہ موقع دینے کے لیئے کہ میں ان سے معافی مانگ سکوں اور " ابھی اسکی بات جاری تھی کہ زراد نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا۔

وہ دلہن بنی زراد کے کمرے میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔ آج انکے ولیمے کی تقریب تھی۔ فہما کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کروا کر زراد سیدھا اپنے گھر لے آیا تھا۔ اس نے فہما کے امی ابو سے ریکویسٹ کی تھی کہ اب وہ بھی انکے ساتھ رہیں گے۔جو کچھ پس وپیش کے بعد فہما اور زراد کے بار بار کہنے پر انہوں نے مان لی تھی۔

فہما کے زخم ٹھیک ہوتے ہی اسکے فرینڈز نے مل کر فہما کے پیرنٹس سے مشورہ کر کے انکے ولیمے کی تقریب رکھ دی تھی۔

پیچ اور ڈل گولڈ کے کامبینیشن کی کام والی میکسی پہنے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

سب نے اسکی بے تحاشا تعریف کی تھی مگر اسکا روپ جس کے لیئے سجایا گیا تھا وہ اصل تعریف اسکے حقدار سے سننے کی متمنی تھی۔

گھڑی نے رات کے بارہ بجا دیئے تھے مگر زرار ابھی تک کمرے میں نہیں آیا تھا۔

ابھی وہ بیڈ پر دلہنوں کی طرح بیٹھی غصے سے پیچ وتاب کھا رہی تھی کہ زرار دروازہ کھول کر عجلت میں اندر داخل ہوا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں وائٹ شرٹ کے ساتھ میچ کلر کی ٹائی لگے فارمل سے حلیے میں وہ بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ فنکشن کے دومیان جب جب وہ اسکے قریب آیا فہما کا دل دھڑ کا گیا۔

"جلدی سے چینج کریں ہمیں ابھی ایک مشن کے لیئے جانا ہے "زرار تیزی سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔ کمرے کے درمیان میں جہازی سائز بیڈ پڑا تھا۔ پورے کمرے میں جگہ جگہ پھولوں کے بکے لگائے گ ئے تھے۔

دیواروں پر وشنگ کارڈز جابجا لگے تھے۔ کمرے کے بائیں جانب ڈرسنگ روم اور اسکے ساتھ واش روم کا دروازہ منسلک تھا۔ کمرے کے بائیں جانب صوفہ پڑا تھا اور ایک شیشے کا دروازہ پچھلے لان کی جانب کھلتا تھا۔

فہما حیران ہوتی اٹھی۔ زرار واپس کمرے میں آیا اب ڈنر سوٹ کی جگہ وائٹ ٹی شرٹ اور جینز نے لے لی تھی۔

"جلدی کریں ہمارے پاس ٹائم کم ہے اور ویسے بھی آپ نے مجھے اسسٹ کرنے کی آفر کی تھی ہر مشن میں اور یہ مشن تو آپکے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتا" اس نے جوگرز پہنتے فہما سے کہا۔

وہ اسکی عجلت پر تیزی سے چینج کرنے بھاگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی جینز اور کرتا پہنے باہر آئی سر پر دوپٹہ اسکارف کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔

"چلیں "زرار نے ایک چھوٹے سے بیگ میں اپنا اور فہما کا ایک ایک سوٹ رکھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ائیر پورٹ کی جانب جا رہے تھے۔

"مشن ہے کہاں پر" فہما جو کب سے چپ بیٹھی تھی بالآخر پوچھ بیٹھی۔

"کراچی" زراد اسکے ساتھ خاموشی سے بیٹھا باہر دیکھ رہا تھا۔ڈرائیور انکو ائیر پورٹ پر چھوڑ کر چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں جہاز میں بیٹھے کراچی کی جانب فلائی کر گئے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ کراچی ائیر پورٹ اترے ایک اور گاڑی ان کے انتظار میں کھڑی تھی۔ فہما کو شدید بے چینی تھی اور زراد تو کچھ نہ بتانے کی قسم کھائے بیٹھا تھا۔

"کس چیز کا مشن ہے۔۔۔ کس کے خلاف ہے اور کیا ہم دونوں ہی ہیں"

"ہالڈ آن میری تیز گام۔۔۔۔ ابھی پتہ چل جائے گا" زراد نے اسے دیکھتے چپ کروایا۔

تھوڑی دیر بعد انکی گاڑی ہاکس بے کے پاس روکی۔

فہما حیران ہوئی مگر کچھ بولی نہیں۔زراد گاڑی سے اتر کا ایک ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ میں بیگ لیئے وہاں ایک ہٹ کی جانب بڑھا۔

"آخر یہ کون سا مشن ہے۔۔۔ کچھ بتا نہیں رہے "ہٹ کے اندر آتے لائٹس آن کر کے جب تک زراد نے بیگ رکھا فہما کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"ہماری زندگی کا مشن "اسکی جھنجھلاہٹ پر وہ جو بیگ رکھنے جھکا تھا۔ مسکراتا ہوا اسکی جانب آیا سینے پر ہاتھ باندھے اسکا خفا خفا چہرہ دیکھا۔اسکی بات پر وہ اب کی بار حیران ہوئی۔

"میری زندگی کا مشن تو آپ کی اسسٹنس کے بغیر ادھورا ہے۔ مجھے ساری زندگی کے لیئے آپکی اسسٹنس چاہیئے" اس نے پیار سے کہتے اسکے دوپٹے کے بل کھول کر اسکے کندھے پر رکھا۔ اسکی بالوں کی لٹوں کو پیچھے کیا جو اسکے چہرے پر بکھری ہوئیں تھیں۔

"آپ نے ایک رات مجھ سے سمندر کی گیلی ریت پر میرے ہمقدم چلنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ میں نے سوچا منہ دکھائی کا ایسا گفٹ دوں جو ہمیشہ آپکو یاد رہے جس کے کھونے یا چوری ہونے کا کوئی خوف کبھی نہ ہو" زراد کی بے تحاشا محبت پر اسکی آنکھوں میں آنسو سمٹے۔ تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"انہوں۔۔۔۔۔۔ آج کی رات کوئی آنسو نہیں اور پلیز میری نئی زندگی کی شروعات اپنے مسکراتے چہرے سے کریں روتی بسورتی شکل سے نہیں۔ آج کی رات گزار کر کل صبح ہم واپس چلے جائیں گے سو اس خوبصورت ٹائم میں نو اداسی" اسکے شرارتی انداز پر فہما نے مصنوعی خفگی سے اسکے کندھے پر مکا مارا۔

زراد نے ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ فہما اسے کبھی نہیں بتا سکتی تھی کہ جن مضبوط بازوؤں کو تھامنے سے اسکی زندگی بدل گئی تھی ان بازوؤں کے حصار نے ہمیشہ اسے کس تحفظ کا احساس بخشا ہے۔ کچھ احساسات صرف محسوس کرنے کے لیئے ہوتے ہیں انکے لیئے کسی زبان کی کسی بھی لغت میں کوئی الفاظ مل ہی نہیں سکتے۔

"آئیں باہر چلتے ہیں" اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے ساحل کی گیلی ریت پر لے آیا۔ چاند کی روشنی میں زراد کا ہاتھ تھامے اسے لگا وہ ہواؤں میں اڑ رہی ہے۔ کوئی شخص کسی کو اتنا پیار بھی کر سکتا ہے اسے لگا وہ اس دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہے۔

"مہرالنساء کا کیا بنا" فہما کو اچانک یاد آیا۔

"اسکے سارا گروہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے" زراد اسکا ہاتھ تھامے سر جھکائے اسکے اور اپنے قدموں کے نشان دیکھتا جا رہا تھا۔

"آپکو سوئمنگ آتی ہے" زراد کی شرارتی آواز آئی۔

"جی نہیں بالکل بھی نہیں اور مجھے صرف آپکے ساتھ یہاں واک کا شوق تھا اس سے آگے اور کچھ نہیں" فہما کو اسکی بات سے کسی خطرے کی بو محسوس ہوئی اس نے تیزی سے کہا۔

"مگر مجھے آتی ہے اور میں بہت اچھے سے آپکو تھامے سوئمنگ کر سکتا ہوں" زراد کی بات پر اس نے واپسی کی جانب دوڑ لگانی چاہی مگر اسکا ہاتھ زراد کے ہاتھ میں تھا اس نے اسی رفتار سے اسے واپس اپنی جانب کھینچا جس رفتار سے اس نے بھاگنے کی کوشش کی تھی۔

"زراد پلیز نہیں یہ بہت فضول حرکت ہے" اسکے سینے کے ساتھ لگے وہ مسلسل اسے اس حرکت سے روک رہی تھی۔ جبکہ وہ اسکی حالت پر مسلسل مسکرا رہا تھا۔ پھر اسے یکدم اپنے بازوؤں میں اٹھایا۔ جھک کر اسکے چہرے پر محبت کی نشانیاں چھوڑیں۔ فہما کی ساتھ ہی مزاحمت بند ہو گئی۔

"میری ایڈونچر کی شوقین بیوی آئی ہوپ یہ سب سے مزے کا ایڈونچر لگے گا آپکو اسکے ساتھ ہی اسنے پانی میں جاتے اسکے ساتھ پہلا غوطہ لگایا اور فہما کی چیخیں گونجیں جبکہ زراد کا قہقہہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

The End